

سرکاری رپورٹ

بلوچستان صوبائی اسمبلی

دسویں اسمبلی / پہلا اجلاس

مباحثات 2013ء

(اجلاس منعقد 09 جون 2013ء برطاق 29 رجب المحرم 1434ھ بروز اتوار)

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	2
2	وزیر اعلیٰ کا انتخاب۔	4
3	وزیر اعلیٰ کی تقریر۔	67

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 09 جون 2013ء بمطابق 29 ربیع المجب 1434ھ بروز اتوار بوقت دو پہر 12 بجکر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر میر جان محمد خان جمالی بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب سپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَإِنَّ طَائِفَتِنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَقْسَلُوا فَاصْلِحُوهُا بَيْنَهُمَا هـ فَإِنْ بَغَثَ إِحْدَاهُمَا عَلَىٰ الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِيٌ حَتَّىٰ تَفِئُ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ هـ فَإِنْ فَاءَتُ فَاصْلِحُوهُا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاقْسِطُوا طـ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ هـ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةً فَاصْلِحُوهُا بَيْنَ أَخْوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرَحَّمُونَ هـ

﴿ پارہ نمبر ۲۶ سورۃ الحجرات آیت نمبر ۹ . ۱۰ ﴾

ترجمہ: اور اگر مسلمانوں میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو انکے درمیان صلح کراو۔ پھر اگر ان میں کا ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو اس گروہ سے لڑ جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع ہو جائے۔ پھر اگر رجوع ہو جائے تو ان دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کراو اور انصاف کا خیال رکھو بیشک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ مسلمان تو (آپس میں) سب بھائی ہیں سو اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرایا کرو اور اللہ سے ذرتے رہا کروتا کہم پر رحمت کی جائے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا إِنْبَلَاغٌ۔

جناب اسپیکر: ڈسِمِ اللہ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔ کارروائی شروع کرنے سے پہلے تھوڑی میں معدرت خواہ ہوں آپ سب سے کہ ایک Advisory Committee کی روح رواج ہم نے ڈال دیا ہے کہ ہر Session اور خاص طور پر آج Special Session تھا۔ اُس سے پہلے کہ Advisory Committee بیٹھ جائے، اور متوقع Parliamentary Leaders جو Leader of the Opposition ہے وہ سب بیٹھ جائیں، ایک طریقہ کار وضع کر دیں۔

ہر چیز آگے بڑھے، تو صلاح و مشورے کے ساتھ ہوں۔ دوسری مجھے تھوڑی اطلاع ملی تھی کہ صافی حضرات کو تھوڑی تکلیف ہوئی۔ workers, visitors Special Session ہے، آئے ہوئے ہیں۔ اگر انکو کوئی تکلیف ہوئی ہو، تو ان سے بھی میں معدرت خواہ ہوں۔ پھر میرے ایک سابقہ اسپیکر جناب جمال شاہ صاحب تشریف فرماء ہیں، پہلی دفعہ آئے ہیں۔ انکو بھی میں welcome کرتا ہوں۔ House میں یہ ہم نے روایتیں ڈالنی ہیں۔ دوسرا galleries میں جتنے دوست بیٹھے ہوئے ہیں۔ بلوچستان کی روایات کے مطابق، اصول یہ ہوتا ہے کہ آپ appreciate کریں ان چیزوں کو، دیکھیں، اس تاریخی دن کا یہ گواہ رہیں۔ تالی بجائے کی روایت نہیں ہے نظرے مارنے کی۔ لیکن آپ اس تاریخی دن کی گواہ ہیں۔ اس طرح آپ سوچیں گے تو ہمت اور حوصلے میں رہنگے دوسری اسمبلیوں کی نسبت ہماری روایتیں مختلف ہیں۔ تو یہ میرا خیال ہے کہ میں آپ کو بتاتا چلوں۔ تو ڈسِمِ اللہ کرتے ہیں۔ ہاں A.C. بھی آج، وہ کہتے ہیں تھوڑا مانا چل رہا ہے۔ میرے خیال میں وہ 25 سال پرانے systems ہیں، انکو درست کرنا پڑیگا۔ مانی ہو گئی ہیں چیزیں۔ نئی روایتیں شروع ہو گئی ہیں۔ سینئر طلحہ محمود بھی مہربانی کر کے سینٹ سے آئے ہوئے ہیں، ڈاکٹر عبدالمالک میرے تعلق دار بھی رہے ہیں انکو appreciate کرتے ہیں۔ (ڈیک بجائے گئے) اسی طرح جتنے بھی میرے دوست آئے ہوئے ہیں。 They are welcomed to this Special Session. جس میں Leader of the House کا انتخاب مکمل ہو گا آج۔ Thank you very much.

for coming to use. چونکہ ہمارے پاس لوگ کم ہی آتے ہیں، ہمیں زیادہ اسلام آباد جانا پڑتا ہے۔ وزیر اعلیٰ کے انتخاب کیلئے صرف ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ، جن کا تجویز کننده جناب نواب محمد خان شاہ بہوائی صاحب، رکن اسمبلی۔ اور تائید کننده جناب رحمت علی بلوچ، رکن اسمبلی تھے۔ انہوں نے مقررہ وقت پر کاغذات جمع کرائے ہیں۔ ایک اچھے ریٹرینگ آفیسر کی طرح ہم نے آیتیں پوچھیں

اُن سے نہ ہم نے اُن سے کہا کہ کوئی آیت سنادیں۔ مجھے تو خوف آتا ہے کہ جن ملک بھی (قُلْ هُو اللَّهُ أَخْد) غلط پڑھ گیا تھا۔ میں تو مذاقاً جان بلیدی سے کہہ رہا تھا آپکو تو میں دعاۓ قوت پڑھاؤں گا۔ جان بلیدی ابھی میرے سے چھپ رہا ہے، اس وقت بھی کہیں بیٹھا ہوگا، یہ کارروائی دیکھ رہا ہے۔ چھپ رہا ہے کہ مجھے کہیں دعاۓ قوت نہ پڑھا دے۔ any-way تو یہاں ہم نے وہ کارروائی نہیں ڈالی جو یہ نگ آفیسرز نے election سے پہلے کیلئے، یہ ہمارے لیے کیا تھا۔ کاغذات وقت مقررہ میں جمع کرائے گئے۔ کسی اور نے جمع نہیں کرائے۔ چونکہ وزیر اعلیٰ کے انتخاب کیلئے صرف ایک امیدوار میدان میں ہے۔ لہذا مقابلہ نہیں ہوگا۔ میں اب معزز ارکین اسمبلی سے جو ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ کے حق میں ووٹ دینا چاہتے ہیں، سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی نشتوں پر کھڑے ہو جائیں کہ سیکرٹری اسمبلی گنتی کا اہتمام فرمائیں۔ بیٹھے رہیں، بیٹھے رہیں، انشاء اللہ گنتی announce کروں گا۔ آپکو پتا لگ جائیگا۔ وہ سردار صاحب! کہتے ہیں That's understood۔ Seeing is believing۔

ہو جائے تھوڑا، کارروائی مکمل ہو جائے۔ کھڑے ہو کر، یہ عزت دینی ہے ہم نے اپنے Leader of the House کو، Parliament کو عزت دینی ہے۔ یہ روایتیں ڈالنی ہیں ہم نے۔ اچھی بات ہے نا۔ یہ ڈسٹم اللہ ہر وقت اچھی ہونی چاہیے۔ نہیں، نہیں، visitors تو مہمان ہیں ہمارے۔ تشریف رکھیں معزز ارکین! اس وقت ایوان میں معزز ارکین کی تعداد 55 تھی۔ اور 55 کی 55 نے ڈاکٹر عبدالمالک کے حق میں کھڑے ہو کر اعتماد کیا ہے۔ (ڈیک بجائے گئے) شکریہ۔ لہذا میں جناب ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ کو اس ایوان کی اکثریت کی حمایت کی بناء پر وزیر اعلیٰ منتخب قرار دینے کا اعلان کرتا ہوں۔ (ڈیک بجائے گئے) اور ساتھ ہی اس ایوان کی جانب سے ایوان کا متفقہ طور پر بحیثیت وزیر اعلیٰ منتخب ہونے پر مبارکباد دیتا ہوں۔ (ڈیک بجائے گئے) ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ نواب ثناء اللہ زہری کے ساتھ والی قائد ایوان کی خالی نشست پر تشریف لائیں۔

(اس موقع پر معزز ارکین اسمبلی نے ڈیک بجائے۔ اور نواب ثناء اللہ خان زہری نے اپنی سیٹ سے اٹھ کر قائد ایوان کا استقبال کیا)

جناب اپیکر: ڈاکٹر عبدالمالک! ابھی آپ گیلو صاحب کا ساتھ چھوڑ دیں، نواب ثناء اللہ کے پڑوس میں آ جائیں۔ (ڈیک بجائے گئے) جی تشریف رکھیں۔ دوپھر کو بھی ڈاکٹر صاحب آپکے

حوالے ہونگے۔ اور صحیح Worker سے وہ باہر نہیں نکلا پائیں گے، بے فکر ہو جائیں آپ لوگ --- (ڈیک بجائے گئے) ابھی آپ سب، Advisory Committee میں ڈاکٹر صاحب اور جو پارلیمنٹی لیڈرز ہیں، ان سے یہ فیصلہ ہوا ہے کہ وہ 10 سے 15 منٹ تقریر کریں گے۔ اور جو MPA حضرات ہیں 5 منٹ تک۔ کیونکہ پھر آپکو ایوان چلانا ہے، بیٹھنے کے لیے تو میں حاضر ہوں لیکن ڈاکٹر صاحب کو پھر تیاری کر کے، اپنے درکروں سے، دوستوں سے مل کر، پھر Oath لینے بھی جانا ہے۔ وہ بھی ضروری کارروائی ہے۔ جب Oath لینے، اس وقت Parliament میں قائد ایوان ہو گئے پھر وہ Executive میں Chief Minister بنتا ہے انہوں نے۔ تو وہ آپ ذہن میں رکھ لیں، مہربانی ہوگی۔ تو میں ابھی نواب شاء اللہ زہری سے یہ کہوں گا کہ ہم اللہ کریں، مبارکبادی دے دیں۔

نواب شاء اللہ خان زہری: ہم اللہ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ۔ محترم جناب عبدالمالک صاحب! شکریہ جناب اپسیکر صاحب! آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں ڈاکٹر عبدالمالک صاحب، جو میرے دوست بھی ہیں بھائی بھی ہیں، انکو اپنی طرف سے، اپنی پارٹی کی طرف سے، دل کی گہرائیوں سے unanimously بلوچستان کا وزیر اعلیٰ منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب اپسیکر! جیسے کہ اپنی پچھلی تقریر میں میں نے کہا تھا کہ ہماری اپنی بلوچستان اسمبلی کی کچھ روایتیں ہیں۔ اور ہمیں ان روایتوں کو قائم رکھنا چاہیے۔ اور آج یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ ہم نے اپنی ان روایتوں کو قائم رکھا۔ اور جو بلوچستان اسمبلی کی یہاں روایتیں رہی ہیں۔ اور ہم سب نے ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ کو Chief Minister کیلئے منتخب کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ خوشی کی بات ہے اور اچھی بات ہے۔ اور خصوصاً مولانا صاحبان کا بھی میں شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنے کاغذات واپس لیے، ڈاکٹر عبدالمالک صاحب کے حق میں۔ اور بلوچستان کی جو اپنی ایک تاریخ ہے، اُسکو انہوں نے قائم اور دائم رکھا۔ ڈاکٹر صاحب بڑے کہنہ مشق اور سنجیدہ سیاستدان ہیں۔ ہم نے اور انہوں نے اکھٹے کام بھی کیا ہے۔ آپسمیں جب ہماری پارٹی بھی اکھٹی نہیں تھی، ہم BNP میں تھے اور انہوں نے BNM بنائی تھی۔ اُس وقت ہم مخالف بھی تھے، کثر مخالف بھی ہم اور ڈاکٹر صاحب رہے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے حمایتی بھی رہے ہیں۔ اور آج بھی اللہ کے فضل سے ہم ایک دوسرے کے اچھے حمایتی ہیں۔ ہم ڈاکٹر صاحب کو یقین دلاتے ہیں، میں اپنی طرف سے، اپنی پارٹی کی طرف سے، اپنے

تمام دوستوں کی طرف سے ڈاکٹر صاحب! آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم ہر طریقے سے آپ کے ساتھ تعاون کریں گے۔ اور کوشش کریں گے کہ جو آپ نے یہاں law and order کی بات ہے، یہاں corruption کے خاتمے کی بات کی ہے۔ یہاں بلوچستان کے جو اور بہت سارے مسئلے مسائل ہیں، انکی آپ نے بات کی ہے، انشاء اللہ ان سب پر ہم آپ کے ساتھ ہوں گے۔ اور ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ جب تک ہم بلوچستان کے ان مسائل کو حل نہیں کریں گے اُس وقت تک میں سمجھتا ہوں یہاں ترقی ایک ناممکن سی چیز ہو گی۔ ترقی کیلئے سب سے پہلی چیز جانب اپیکیر! ضروری ہوتا ہے یہاں امن، peace اور peace۔ جب تک ہم بلوچستان میں امن نہیں لائیں گے، میں سمجھتا ہوں کہ ہم اُس وقت تک بلوچستان کو ترقی نہیں دے سکتے ہیں۔ اور دنیا میں آپ دیکھیں آپ کے سامنے یہاں سے ڈیڑھ، دو گھنٹے کے فاصلے پر ہے UAE، وہی۔ انہوں نے 1960ء میں انگریزوں سے آزادی حاصل کی۔ اُسکے بعد وہ ترقی کی راہ پر گامزن ہوئے۔ لیکن سب سے پہلی priority انہوں نے اپنے امن و امان کو دی۔ اور وہاں جب امن قائم ہوا تو آج دیکھیں کہ وہی میں ابوذری میں crime-rate ہے۔ اور اُسکی وجہ سے انہوں نے آج ترقی کی ہے۔ یورپ کی تو میں بات نہیں کروں گا، وہاں countries ہیں جہاں اگا ذکا واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن چھوٹے موٹے واقعات بھی ہوتے ہیں اُسیں بھی بڑی سنجیدگی کے ساتھ وہ معاملات کو لے جاتے ہیں، آگے بڑھتے ہیں۔ تو سب سے پہلے ہم سمجھتے ہیں کہ ہمیں امن و امان بحال کرنے کیلئے بڑی سنجیدگی کے ساتھ سوچنا ہوگا۔ اور بڑی سنجیدگی کے ساتھ ہمیں اس کو حل کرنا ہوگا۔ یہاں لوگوں کو ہمیں یہ feel کروانا ہوگا، ہمیں لوگوں کو یہ احساس دلانا ہوگا کہ وہ اپنے گھروں میں محفوظ ہیں۔ اگر بچ یہاں سے اسکول کیلئے نکلتے ہیں، تو ہمیں یہ انکو احساس دلانا ہوگا۔ اپنی بہنوں کو، انکی ماوں کو، کہ انکے بچے اسکول گئے ہیں، تو وہ اسکول میں محفوظ ہیں۔ جو لوگ یہاں سے اپنے گھروں کو، اپنے offices کیلئے نکلتے ہیں۔ یا نوکری پیشہ لوگ یہاں سے نکلیں۔ تو ہمیں انہیں یہ احساس دلانا ہوگا، انکے گھروں کو یہ احساس دلانا ہوگا کہ انکے جو مرد حضرات باہر گئے ہیں۔ وہاں سے انکی خداخواستہ لاشیں نہیں آئیں گی۔ وہاں سے یا کسی کوئی کوئی call نہیں آیا۔ ”کہ جی! اتنے لاکھ روپے آپ دیں۔ ہم نے آپ کے گھر کے سر برہ کو اٹھایا ہے، انہوا کر لیا ہے۔ اتنے لاکھ آپ ہمیں یہاں جمع کر کے دیں۔“ ہمیں شاہراہوں کو محفوظ بنانا ہوگا۔ جہاں عوام دن رات travel کرتے ہیں، سفر کرتے ہیں۔ ہمیں ٹراؤب

سے لیکر گوادر تک۔ گوادر سے لیکر کراچی تک۔ کوئٹہ سے لیکر ڈیرہ اللہ یار تک، ہمیں ان شاہراہوں کو محفوظ بنانا ہوگا۔ تاکہ یہاں لوگ بلا خوف و خطر travel کر سکیں۔ آج ہماری یہ حالت ہے جناب اپنیکر! کہ اچھے اچھے لوگ، ہم خود ان روڑوں پر travel کرتے ہوئے گھبرا تے ہیں۔ تو ہم خود یہ سمجھتے ہیں کہ ایک عام آدمی کی کیا حالت ہوگی۔ ایک عام آدمی کی کیا situation ہوگی۔ ہم چونکہ masses سے تعلق رکھتے ہیں۔ عوام سے تعلق رکھتے ہیں۔ سیاسی لوگ ہیں، قبائلی لوگ ہیں۔ عوام ہمارے پاس آتے ہیں۔ تو ہمیں سمجھتا ہوں کہ اس اسمبلی میں، ہمیں اُنکی آواز کو کہنا ہوگا، جو اُنکی feelings ہیں، آج میں، بلوجستان کے عوام کی جو feelings ہیں، وہ میں آج آپکے سامنے پیش کر رہوں۔ ہمیں بلوجستان کے لوگ کہتے ہیں ”کہ ہمیں جی! اور کچھ نہیں چاہیے، ہمیں صرف چاہیے امن۔“ ہمیں آپ امن دیں پھر اُسکے بعد ہمیں ترقی چاہیے۔“ خبر پختونخوا ہمارے سامنے ہے۔ وہاں امن نہیں ہوا۔ امن کی وجہ سے وہاں میں سمجھتا ہوں کہ elections بھی صحیح طریقے سے نہیں ہو سکے۔ اور ہماری جو پارٹی ہے، باچا خان کے پیروکار ہیں۔ میرا خیال انہوں نے بہت کوشش کی وہاں امن لانے کی لیکن وہ شاید اس طرح کے امن وہاں نہیں لاسکے۔ اُسکی وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ اُنکی پارٹی کو وہاں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ تو خدا وہ دن نہ لائے، کہ کل پھر ہمیں عوام کے پاس جانا ہے۔ اور پھر ہمیں عوام یہ کہے ”کہ جی! آپ نے دعوے تو بہت کیئے تھے۔ آپ نے کہا تھا کہ ہم یہاں امن لائیں گے، peace لائیں گے۔ لیکن آپ نے تو یہاں جو بد سے بدتر بلوجستان تھا، اُسکو اور زیادہ آپ نے بدتر کر دیا ہے۔“ جناب اپنیکر! اسی طرح بلوجستان کے یہاں اور بہت سارے مسائل ہیں۔ یہاں ہم نے کہا corruption کا معاملہ ہے۔ اس پر بھی ڈاکٹر صاحب کو توجہ دینی ہوگی۔ اور یہ بھی، جیسے میں نے کہا امن و امان کی طرح، یہ بھی ایک بڑا سنجیدہ مسئلہ ہے۔ یہاں corruption کی روک تھام کیلئے ہمیں ایک ہنگامی بنیادوں پر task-force بنانا ہوگا۔ اور ہمیں جنگی بنیادوں پر corruption کے خلاف جنگ لڑنی ہوگی۔ کیونکہ بلوجستان، میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے باقی صوبوں کی نسبت بہت زیادہ ہی بدنام ہو چکا ہے۔ اور اس بدنامی کو دھونے کیلئے ڈاکٹر صاحب! إنشاء اللہ، ہم آپکے ساتھ ہیں۔ ہم آپکے شانہ بشانہ رہنگے۔ (ڈیک بجائے گئے) اور ہم کوشش کریں گے کہ اس حوالے سے جتنے ممکن سے ممکن کام ہو سکیں۔ جتنے اچھے سے اچھے مشورے ہوں، ہم آپکو دیں۔ اور ہماری خواہش ہوگی کہ آپکی سربراہی میں جو حکومت بنی ہے۔ اُسی میں خصوصاً corruption کا عنصر ہے، اُسکو ہم ختم کریں گے۔ جب یہ دونوں چیزیں

جناب اپسکر! ختم ہو گیں۔ اُسکے بعد میں سمجھتا ہوں کہ پھر ہم ترقی کر سکیں گے۔ پہلے ہم اپنے لوگوں کے آمن و امان کا مسئلہ حل کریں۔ اُسکے بعد پھر ہم انکو corruption سے پاک ایک حکومت دیں، صوبہ دیں۔ good governance جسکو کہتے ہیں۔ good-governance کی بات کریں۔

اُسکے بعد یہاں ہم پھر ترقی کی بات کریں گے۔ اور یہاں بلوجستان ایک ڈاکٹر صاحب تو خود پارٹی لیدر بھی ہیں، worker بھی رہے ہیں۔ بلوجستان ایک وسیع صوبہ ہے۔ یہاں بہت زیادہ ترقی کی ضرورت ہے۔ یہاں ہمیں roads بنانی ہیں۔ یہاں ہمیں لوگوں کو بچالی دینی ہے۔ یہاں ہمیں لوگوں کو میڈیکل کی سہولتیں فراہم کرنی ہیں۔ یہاں ہمیں لوگوں کو پینے کا پانی دینا ہے۔ یہاں بیروزگاری اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ نوجوانوں کے پاس روزگار کیلئے موقع نہیں ہیں۔ یہاں ہمیں لوگوں کو روزگار دینا ہے۔ خصوصاً نوجوانوں کو۔ آج نوجوان ڈگریاں ہاتھ میں لیئے پھر رہے ہیں تو اُنکے پاس روزگار نہیں ہے۔ اور وہ مجبور ہو کر کوئی اور راستہ اختیار کر رہے ہیں۔ تو ان معاملات پر ہمیں سنجیدگی کے ساتھ سوچنا ہوگا۔ اور خصوصاً ترقی کے حوالے سے ہمارے جو معاملات ہیں۔ اُس پر بھی ہم ڈاکٹر صاحب کو یقین دلاتے ہیں کہ جو ہماری ناجیز کی، ساتھیوں کی جو مشاورت ہوگی۔ ڈاکٹر صاحب کو ہم مشاورت دیتے رہیں گے۔ اور ہماری کوشش یہی ہو گی کہ ہم اسکو لیکر چلیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اسوقت ہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر میں کم سے کم چالیس سے پچاس beds کا ایک hospital ہونا چاہیے۔ اور جناب اپسکر! افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پورے بلوجستان میں ہمارے پاس hospital کا کوئی Cardio vast-area ہنیں ہے۔ ہمارے پاس اتنا بڑا count ہے۔ ہمارا بلوجستان اتنا بڑا ہے۔ اگر آپ یہاں سے اسکو کریں، ٹوب سے لیکر کراچی تک۔ تو میرا خیال یہ کوئی گیارہ، بارہ سو کلو میٹر کا فاصلہ بتتا ہے۔ تو وہاں لوگوں کو جب بھی کوئی problem ہوتا ہے تو میں سمجھتا ہوں تقریباً 85% attack ہوتا ہے۔ اتنا گھبھیر مسئلہ ہے کہ پھر انکو اُدھر سے لوگ وہیں اس لاقے میں expire ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ اتنا گھبھیر مسئلہ ہے کہ پھر انکو اُدھر سے وہ shift بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ اور ہمارے پاس وہ expert-doctor بھی نہیں ہیں۔ ہمارے پاس experience بھی نہیں ہے۔ اور ہمارے پاس equipments بھی نہیں ہیں۔ پھر ہمارے لوگ جو کراچی کے نزدیک کے لوگ ہیں۔ وہ کراچی کی طرف بھاگتے ہیں۔ جو پنجاب کے نزدیک کے لوگ ہیں۔ وہ پنجاب کی طرف بھاگتے ہیں۔ آپ سنداہ سے نزدیک ہیں۔ لیکن سنداہ میں بھی کہیں نہیں ہے۔ آپ لوگ بھی، بارڈر کے لوگ بھی کراچی کی طرف جاتے ہیں۔ تو یہ بہت اہم مسئلے ہیں۔

ان پر ہمیں سوچنا ہوگا۔ ان پر ہمیں کام کرنا ہوگا۔ اور خصوصاً دیہی علاقوں میں۔ پشتوں علاقوں میں، بلوج علاقوں میں، وہاں پینے کے پانی کا مسئلہ ہے۔ خاص کر ڈاکٹر صاحب خود ایجوکیشن منسٹر رہے ہیں۔ ہماری تعلیم کا بُرا حال ہے۔ تعلیم پر ہمیں خصوصاً توجہ دینی ہوگی۔ آج ہمارے colleges بند پڑے ہیں۔ ہمارے اسکول بند پڑے ہوئے ہیں۔ ان پر بھی ہمیں توجہ دینی ہوگی۔ اور ہمیں اپنے بچوں کو تعلیم دینی ہوگی۔ اگر ہم نے ایک نئی generation لانی ہے۔ ایک نیا ”پڑھالکھا بلوچستان“ بنانا ہے۔ ایک پڑھالکھانو جوان، لوگوں کو ہم نے آگے لانا ہے۔ تو اس کیلئے ہمیں ان معاملات پر توجہ دینی ہوگی۔ اور جب ہم ان معاملات پر توجہ دیں گے۔ پھر لوگ ہمیں کہیں گے ”کہ انہوں نے good-governance قائم کی ہے۔“ صرف چند نالیاں اور چار roads بنانے سے نہیں آتی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب خود بھی کہنہ مشق سیاستدان ہیں۔ اور اسمبلی میں بھی کافی دفعہ آئے ہیں۔ سینٹ میں بھی وہ گئے ہیں۔ سینٹ میں بھی انہوں نے ایک بڑا اچھا کردار ادا کیا ہے۔ تو اس حوالے سے یہاں بھی انہیں مشکلات درپیش نہیں ہوں گیں۔ اور ہم اپنی طرف سے، اپنی پارٹی کی طرف سے انکو بالکل ہر طریقے سے تعاون کی fully-support دیتے ہیں۔ ہماری مرکزی قیادت کی طرف سے بھی ہمیں instructions یہ ہیں کہ ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ مضبوط کرنے ہیں۔ اور ہم انشاء اللہ تو قع یہ رکھتے ہیں کہ ہم انشاء اللہ اپنے M.P.A's سے بھی یہی توقع رکھیں گے کہ ہم انشاء اللہ ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ مضبوط کریں گے۔ جناب اسپیکر! میں تھوڑی سی بلوچستان کے حالات پر روشنی ڈال رہا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری پارٹی نے جو قربانیاں دی ہیں۔ اُس سے پہلے، کل مجھے کسی نے کہا ”کہ آپ نے بڑی قربانی دی ہے و رآپ پیچھے ہٹ گئے ہیں“۔ تو میں نے ان سے کہا ”کہ جو قربانی دی ہے وہ بہت بڑی قربانی ہے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) یہیف منسٹری چھوٹی سی چیز ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب میرے بھائی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب آج چیف منسٹر ہیں۔ سمجھیں میں چیف منسٹر ہوں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) اگر میں یہاں بیٹھا ہوتا تو ڈاکٹر صاحب یہاں بیٹھے ہوتے، تو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری Leadership نے جو داشمندانہ فیصلہ کیا ہے۔ ہماری پارٹی نے جو داشمندانہ فیصلہ کیا ہے۔ اسکو ہم سب لیک کہتے ہیں۔ اور ڈاکٹر صاحب کے ساتھ انشاء اللہ مکمل تعاون کریں گے۔ اور انکی جو، ہماری اپنی Coalition Government ہے۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ اگر ڈاکٹر صاحب کی گورنمنٹ

کامیاب ہوگی۔ تو ہم سب کی نیک نامی ہوگی۔ اگر ڈاکٹر صاحب کی گورنمنٹ ناکام ہوگی تو ہم سب کی ناکامی ہوگی۔ اور اُس نیک نامی میں بھی ہم شامل ہونگے جناب اپسیکر! اُس بدنامی میں بھی ہم شامل ہونگے۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں آپکا شکر یہ ادا کرتا ہوں۔

جناب اپسیکر: شکر یہ نواب شناء اللہ زہری صاحب۔ مولانا واسع صاحب! Please take the floor. کیونکہ ابھی تک آپ اپوزیشن میں نہیں گئے ہیں۔ ابھی تک House unanimous ہے۔ اپوزیشن میں جب جائیں گے تو آپکی باری اُس اٹھ سے آئیں گی۔ آج آپ سیدھے ہاتھ پر ہیں۔

مولانا عبد الواسع: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ جناب اپسیکر! سب سے پہلے میں آپکا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے تقریر کرنے کا موقع دیا۔ اور یہاں بیٹھنے سے پہلے میں نے چمیر میں آپ سے گزارش کی کہ مجھے اپنی جگہ پر بٹھا دیں۔ لیکن انشاء اللہ العزیز، آپ جلد ہمیں وہ سیٹیں allot کر دینے گے، ہم وہاں جائیں گے۔

جناب اپسیکر: مولانا صاحب! آپ کی بات کو میں کاش رہا ہوں۔ لیکن دس سال آپ سیدھے ہاتھ پر بیٹھے رہے ہیں۔ ابھی اٹھے ہاتھ پر بیٹھیں گے۔ وہ ذرا طریقے سے۔۔۔ (ڈیک بجائے گے)

مولانا عبد الواسع: جناب اپسیکر! سب سے پہلے میں ڈاکٹر صاحب کو اپنی طرف سے اور اپنی جماعت کی طرف سے دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ نہ صرف ڈاکٹر صاحب کو، بلکہ تین جماعتوں کی روایات کو منظر رکھتے ہوئے۔ ہم نے آج اس اتحاد اور اتفاق کا، اور اُن روایات کو برقرار رکھنے کیلئے کہ جو کہ بلوچستان کی روایات ہوتی ہیں۔ اور ہماری کوشش بھی یہی ہوتی ہے کہ ہم تمام معاملات کو اتفاق اور اتحاد سے، کیونکہ ہم ایک مظلوم طبقہ ہیں۔ ایک مظلوم قوم ہیں۔ ایک مظلوم خطہ ہے۔ اور لوگ ہمیں یہ طعنے دیئے جا رہے ہیں جن لوگوں نے ہمارے حقوق پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ ”کہ آپ لوگوں کے درمیان اتفاق نہیں ہوتا ہے۔“ چھوٹے چھوٹے گروپ کامیاب ہو کر کے آجاتے ہیں۔ تو حکومت بننے پر بھی آپ لوگ نہیں بنتے ہیں۔ اور آپ لوگ Speaker-ship پر نہیں بنتے ہیں۔ آپ حکومت بنانے پر نہیں بنتے ہیں۔ تو جناب اپسیکر! ہم نے اُن قولوں کو message دینے کیلئے آج ڈاکٹر مالک صاحب کی اور اس تین جماعتوں کی حکومت کی، ہم نے ڈاکٹر صاحب کی حمایت کی ہے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) اور ساتھ ساتھ اس حوالے سے کہ ڈاکٹر صاحب نہ صرف صوبے کے حالات سے باخبر ہیں بلکہ ڈاکٹر صاحب وہاں سینٹ میں، وہاں

اسلام آباد میں، بلوچستان کے ساتھ جو ظلم ہوتا جا رہا ہے، انہوں نے قریب سے دیکھا ہے۔ اُن ظالموں کو بھی قریب سے دیکھا ہے جو ہمارے حقوق پر انہوں نے قبضہ کر رکھا ہوا ہے۔ لہذا اس صوبے کے حقوق حاصل کرنے کیلئے، ہم نے یہ محسوس کر لیا کہ ایک ٹیکنیک میں کام کرنے کا بندہ ہے۔ ایک کہنہ سیاستدان ہیں۔ اور وہاں ان لوگوں کو قریب سے دیکھا ہے۔ لہذا اگر انہوں نے بلوچستان کے حقوق حاصل کرنے کی جگہ لڑی اور وہاں سے انہوں نے کچھ حاصل کر لیا۔ تو یہ ہمارے سب کے مفاد میں ہو گا۔ اور ہمارا اس صوبے میں، ہم یہی چاہتے ہیں کہ وہاں اُن سے اپنا حق حاصل کر کے پھر اپنے درمیان میں ہم بن سکتے ہیں۔ ہمارے درمیان میں کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ نہ کوئی بلوچ پٹھان کا جھگڑہ ہے۔ نہ settler کا جھگڑہ ہے۔ ہم سب بلوچستانی ہیں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) اور اس بلوچستان کی سر زمین کیلئے ہم لڑیں گے۔ اور جو بھی اسکے حقوق حاصل کرنے کیلئے جدوجہد کریں گے جمیعت علماء اسلام بھی انکے ہاتھ مضبوط کریں گے۔ لہذا آج ہم نے، ایک میدان تھا۔ اور ہم نے ڈاکٹر صاحب کی game ڈاکٹر صاحب اس تین جماعتی اتحاد حکومت کے ہاتھ میں ہے۔ اگر انہوں نے اس صوبے کیلئے کوئی بھلا کی کی۔ تو اپوزیشن میں ہوتے ہوئے ہمیں بھی خوشی ہو گی۔ ہم مخالفت برائے مخالفت نہیں کریں گے۔ اگر انہوں نے نہیں کی، تو ہم بد قسمتی سمجھتے ہیں اور کیا سمجھتے ہیں۔ یہ ہماری بد قسمتی ہو گی۔ لہذا جتنا ب اپسیکر! اور ان حالات کے ساتھ ساتھ، ڈاکٹر صاحب جس منصب پر آگئے ہیں۔ یہاں بہت سے مسائل ہیں۔ اور سب سے بڑا مسئلہ جو نواب شاء اللہ زہری صاحب نے اپنی تقریر میں اُسکی نشاندہی کی۔ میرے بعد بھی سارے اراکین اسمبلی جو ادھر پڑھے ہوئے ہیں وہاں سے کامیاب ہو کر آئے ہیں، تو وہی ایک مسئلہ پر شاید، مجھے یقین ہے کہ سارے اسکو focus کریں گے۔ یہاں امن و امان کا جو مسئلہ ہے۔ بلوچستان جو اس دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔ اور ایسے حالات ہیں کہ جب نواب شاء اللہ زہری کا بیٹا محفوظ نہ ہو۔ ڈاکٹر صاحب کا بیٹا محفوظ نہ ہو۔ میرا بیٹا محفوظ نہ ہو۔ نواب ایاز کا بھی نہ ہو۔ تو مجھے بتا کیمیں عام لوگوں کے کیا حالات ہوں گے؟ تو جناب اپسیکر! جب ہم ان حالات میں پھنسنے ہوئے ہیں۔ تو جناب اپسیکر! اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ”وَمَنْ لَمْ يَهْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ“ جو قوم، جو مسلمان قوم میری نازل کردہ ہدایات پر عمل نہیں کرتے ہے تو وہ قوم ظالم ہے۔ تو جناب اپسیکر! ہماری بد قسمتی اُس دن سے شروع ہو گئی کہ ہم قوم کو کچھ اور کہنے کی حد تک، کوئی اور راستہ دے دیتے ہیں۔ اور کرنے کی حد تک تو ہم کچھ اور کرتے ہیں۔ یہ ہماری بحثیت قوم، میں نہیں سمجھتا ہوں کہ کچھ اچھے لوگ ہوں گے۔ لیکن سارا معاشرہ اس طرح بن گیا ہے کہ ہم نے پاکستان

بنے سے اور بنے کے بعد قوم کیسا تھا منافقت کا راستہ اختیار کر لیا۔ لہذا ہم آج اس تسلسل میں پھنس گئے۔ کیونکہ پاکستان حاصل کرنے کے وقت ہم نے قوم کو ایک نعرہ دیا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا لاؤ اللہ الٰہ اللہ۔ یعنی اُن نازل کردہ ہدایات اور احکام، یہ پاکستان کا مطلب ہے کہ ہم اس پر عملدرآمد کریں گے۔ اس کو معاشرے میں نافذ کریں گے۔ تو ایک فلاہی ریاست بنانے کیلئے، ایک اسلامی فلاہی مملکت بنانے کیلئے ہم نے قوم کو ایک نعرہ دیا تھا جناب اپنیکر! لیکن آج 65 سال گزرنے کے باوجود اُس نعرہ پر عملدرآمد کرنا ذر کنار بلکہ اس ملک کے اندر ان لوگوں کو غدار قرار دیتے ہیں جو اس نعرے کو ہمیں یاد دلاتے ہیں اُسیمیں لاکھوں انسانوں کے خون بہے گے اور شہید ہو گئے۔ لاکھوں بچے یتیم ہو گئے۔ لاکھوں عورتیں بیوہ ہو گئیں۔ لیکن آج جو شخص یہ نعرہ یاد دلاتا ہے تو اسکو ہشتنگر د قرار دیتے ہیں اسکو انہا پسند قرار دیتے ہیں اور اسکو ملک کا غدار قرار دیتے ہیں۔ لہذا اس وجہ سے یہ ملک، کیونکہ نظریاتی طور پر قرار دی مقاصد اور اغراضِ مقاصد کے حوالے سے ہم نے اس ملک کو بنانے کے دوران لوگوں کو یہ ذہن دیا تھا اب بھی لوگوں کے خون میں یہ بات شامل ہے کہ اسلام اور اسلام کے عادلانہ نظام نافذ کرنا ہمارا حق ہے۔ لیکن حکومتیں جب ہم کرتے ہیں، پالیسیاں جب ہم بناتے ہیں، تو اُسکے بر عکس بناتے ہیں اس سے متصادم بناتے ہیں۔ لہذا آج ملک کو جو دو پیش مسائل ہیں۔ ایک تو یہ مسئلہ ہے۔ اور دوسرا قوموں کے حقوق کے حوالے سے کہ ہم ہر قوم کو اپنا حق دلاتے ہیں۔ جو قوم جتنا حق اُنکا بنتا ہے وہ انکو دلاتے ہیں۔ لیکن نعرہ تو ہم نے یہ دے دیا۔ اور ادھر جو پالیسیاں بناتے ہیں، یہ بالکل متصادم بناتے ہیں۔ کوئی بھی کسی قوم کو، کسی طور پر اپنا حق نہیں دیا جاتا ہے۔ جس کے ہاتھ اوپر ہو جاتے ہیں، جو مسلط ہو جاتے ہیں، وہ آپکے خون پُو سنے کیلئے بھی تیار ہوتے ہیں۔ جیسے کہ بلوج چتنان کو 65 سال سے اپنا حق نہیں دیا جا رہا ہے۔ اور اس حق نہ دینے کے حوالے سے آج ان دو باتوں کی وجہ سے ملک مشکلات کا شکار ہے۔ آج جو لوگ پہاڑوں پر ہیں۔ جو ”مزاحمت کا ر“ اپنے آپ کو کہتے ہیں۔ جو آج آزادی کی آوازیں اٹھ رہی ہیں۔ یہ کیوں اٹھ رہی ہیں؟ یہ اسی بنیاد پر، اسی وجہ سے کہ آج اگر کسی دوسرے کے ہاتھ لگ گیا تو بھی لیکن آج اس وجہ سے کہ ہم نے نعرہ یہ دیا تھا کہ جس کا جتنا بھی حق بنتا ہے تو وہ حق ہم اُسکی دہلیز تک پہنچاتے ہیں۔ لیکن آج میرے گھر کا حق آپ مجھ سے چھینتے ہیں۔ تو جناب اپنیکر! متصادم ہو گیا۔ لوگوں کے ذہن میں ایک نفرت آگئی اس وجہ سے لوگ پہاڑوں پر ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں ”کہ ملک کو، ملک کی اکانومی کو ہم 65 سال سے جو گیس دے رہے ہیں پورے ملک میں، اور پورے ملک کی اکانومی کو ہماری گیس کی وجہ سے ہماری معدنیات کی وجہ سے، ہمارے وسائل کی وجہ سے، ہمارے ساحل کی وجہ سے تقویت ملتی ہے۔ لیکن ہمیں اپنا حق نہیں

دیا جا رہا ہے۔ سرفراز احمد بھٹی صاحب اُس دن کہہ رہے تھے، کہ سوئی سے 65 سال سے گیس نکل رہی ہے لیکن وہ آج بھی اسمبلی میں یہی چیز اٹھاتے ہیں کہ میرے گاؤں ڈیرہ بھٹی شہر میں گیس نہیں ہے۔ تو جناب اپیکر! ہم کدھر جائیں اور آج ہم ان لوگوں سے کس طرح کہیں کہ ہم اسمبلی میں بیٹھے ہوئے لوگ۔ وہ ہمیں ایجنت سمجھتے ہیں۔ اور وہ لوگ کہتے ہیں ”کہ آپ لوگ جب اپنا حق پارلیمنٹ میں حاصل نہیں کر سکتے“، جس آئینے جس پارلیمان کی بات کرتے ہیں، تو آپ نے پارلیمان کے راستے سے اگر کچھ حاصل کر لیا۔ آپ کے ساتھ کچھ ہو گیا تو بیشک آپ ہمیں غدار قرار دیں۔ اور اگر آپ وہاں سے بھی کچھ حاصل نہیں کر سکتے ہیں۔ اور ہمیں بھی اپنا حق حاصل کرنے سے روکتے ہیں۔ تو جناب اپیکر! مجھے بتاؤ کہ آج ڈاکٹر مالک صاحب جب یہاں سے جائیں گے اُن لوگوں سے مذاکرات کرنے کیلئے۔ من قائم کرنے کیلئے تو مذاکرات کریں گے آپریشن تو نہیں کروائیں گے۔ جناب اپیکر! آپریشن کی حالت تو آپ نے دیکھ لی صوبہ خیر پختونخوا کی۔ کہ وہاں اے این پی کا کیا حشر ہو گیا۔ وہاں اُنکے کئی لیڈر شہید ہو گئے۔ تو ظاہر بات ہے کہ مذاکرات پر جائیں گے۔ لیکن آج ڈاکٹر مالک صاحب، پریزیڈنٹ صاحب نے ایک میٹنگ بلائی تھی وہاں نواب نشاء اللہ صاحب بھی بیٹھے تھے نواب مگسی صاحب بھی بیٹھے تھے، میں نے پریزیڈنٹ صاحب سے کہا کہ یہ دو ہمارے نواب ہیں، ایک نواب رئیسانی صاحب جو ہمارے چیف منستر ہیں اور نواب مگسی صاحب جو ہمارے گورنر ہیں اُنکو اختیارات دے دیں، اس حد تک اُنکو کچھ دکھانے کیلئے دے دیں تا کہ یہ اُن مزاحمت کاروں کو، جن کو آپ غدّار کہتے ہیں جو کچھ بھی کہتے ہیں تو کہتے رہیں۔ لیکن یہ جا کر اُنکے سامنے یہ کہہ دیں کہ پارلیمانی سیاست میں اور آئین کے اندر میرے یہ یہ فائدے ہیں اور ہم یہ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور ہمیں یہ عزت مل رہی ہے۔ لیکن جناب اپیکر! پانچ سالہ دور میں تین، چار میٹنگز ہوئیں جن میں ہمارے چیف منستر، گورنر، کابینہ کے ارکان اور پارلیمانی لیڈران اور نواب نشاء اللہ صاحب خود ان میٹنگوں میں موجود تھے۔ لیکن کوئی اختیار، کوئی mandate نہیں دیا گیا اور اُنکے سر پر یہ تھوپا جا رہا تھا کہ آپ ان لوگوں کو سیدھا کر لیں۔ ان لوگوں کو راہ راست پر لے آئیں۔ تو جناب اپیکر! یہ منافقت ہوئیں کہتی بذبان دیگر اگر چاچھے الفاظ نہیں ہیں۔ کوئی دوغلی سیاست کہتے ہیں کوئی کیا۔ آج بھی میری یہی اُن لوگوں سے، اُن با اختیار لوگوں سے گزارش ہے کہ اگر انہوں نے اس اسمبلی کو کچھ دکھاوے کیلئے نہیں دیا تو حالات اس سے بدتر ہو جائیں گے تو جناب اپیکر! سب سے پہلے ضروری بات یہ ہے کہ ہم اتفاق سے اور اس اسمبلی، فیڈرل گورنمنٹ، اُن مرکزی اداروں کو جو اپنے آپ کو با اختیار اور با قوت سمجھتے ہیں۔ ہم اُنکے سامنے اپنا اچنڈا رکھ دیں۔ کہ سب سے پہلے آپ ہمیں بتادیں کہ ہمارے ہاتھ میں کیا چیز ہوتا کہ ہم اُنکے پاس

جائیں اور یہ حاصل کر لیں۔ جناب اپنے! اگر ہم اس مسئلے میں کامیاب ہو گئے تو آگے جا کر ہم انشاء اللہ کا میا ب ہونگے۔ کیونکہ جس خطے میں اور جس ملک میں امن قائم ہو جاتا ہے۔ امن و امان ایک اس طرح کا مسئلہ ہے اگر کوئی دین کرتا ہے تو بھی امن و امان کے بغیر نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی دنیا چاہتا ہے تو بھی امن و امان کے بغیر دنیا نہیں حاصل کر سکتا۔ تو دین اور دنیا دونوں کیلئے سب سے main چیز امن و امان کو قائم رکھنا ہے۔ اس لئے جناب اپنے حضرت ابراہیم نے جب بیت اللہ مکمل کر لیا اور بیت اللہ بننے کے بعد کتنا اچھا دعا کی قبولیت کا ماحول ہو گا۔ تو جناب اپنے! جب حضرت ابراہیم اللہ کے سامنے دعا کرتے ہیں تو نہیں کہتے ہیں ”کہ انکو دولت دی جائے اسکے رہنے والوں کو خزانے دیے جائیں“ بلکہ اللہ سے یہ دعا کرتے ہیں ”ربِ اجعلْ هذَا الْبَلَدَ اِمَّا اے اللہ! اس شہر مکہ کو امن کا شہر بنادے۔ وَمَنْ دَخَّلَهُ، كَانَ اَمِّنَّا“ جو بھی اسیں داخل ہو جاتا ہے وہ پرم امن ہو جاتا ہے۔ اور اسکے بعد پھر دوسرا دعا کرتے ہیں کہ ”وَأَرْزُقْ أَهْلَهُ، مِنَ الشَّمَرَاتِ“ انکو اچھی اچھی نعمتیں دے دیں۔ رزق اور روزی دی جائے تاکہ وہ اس سے استفادہ کر سکیں۔ تو جناب اپنے! اگر امن کی اہمیت نہ ہوتی تو پھر دوسرا جنسوں کی دعا کرتے تھے۔ لہذا حضرت ابراہیم نے اس شہر مکہ میں اور بیت اللہ بننے کے بعد اسکے باشندوں کیلئے اور اس شہر اور اس خطے کیلئے سب سے پہلے امن قائم کرنے کی دعا کی پھر دنیاوی امور کے لئے۔ لہذا جناب اپنے! اس سلسلے میں میں سمجھتا ہوں کہ اس خطے میں اور ہمارے اس صوبے میں سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ امن قائم ہو امن اُس وقت قائم ہو سکتا ہے کہ ہم ہدایاتِ الہی اور پاکستان کے اغراض و مقاصد پر عملدرآمد کر لیں۔ کیونکہ جناب اپنے! آج جو لوگ پہاڑوں پر ہیں ان کو طالبان کہتے ہیں یا جو کچھ کہتے ہیں اسلام جب، اب آپ ان سے کہہ دیں کہ بیٹھ جائیں اور بندوق رکھ دیں۔ بندوق سے اسلام نہیں آ سکتا یہ تو اچھی بات ہے ہم انہیں کہتے ہیں کہ اس سے ہشتگردنی پھیلتی ہے۔ لیکن جناب اپنے! اگر انکی طرف سے جو ہمیں بتایا جاتا ہے تو ہمیں کیا کہتے ہیں کہ لاکھوں انسانوں کی قربانی جو اس نعرے سے آپ لوگوں نے ان لیڈر شپ نے، ان سیاستدانوں نے لوگوں سے قربانی دلوادی اور اس مقصد کیلئے کہ پاکستان میں، پاکستان کا مملکتی مذہب اسلام ہو گا۔ پاکستان میں قرآن و سنت سے کوئی متصادم نظام نہیں بنتا اور یہی آئینی پاکستان ہے یہی قراردادِ مقاصد ہے۔ لیکن آپ لوگ جب آئیں پر عملدرآمد نہیں کراتے ہیں۔ جب قراردادِ مقاصد پر عملدرآمد نہیں کر سکتے ہیں۔ کہتے کچھ اور کرتے کچھ ہیں۔ تو پھر ہم مجبور ہیں کہ ان مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے بندوق اٹھا کر پہاڑوں پر جائیں۔ تو جناب اپنے! آپ کے پاس کوئی دلیل ہے کہ آپ انکو بتا دیں۔ اگر لاکھوں انسان اس نعرے پر شہید نہیں ہوئے ہیں تو بھی آپ لوگ اس ہاؤس والے مجھے بتا دیں؟ اگر لاکھوں بچے اس

پر میں نہیں ہوئے ہیں تو پھر یہ ہاؤس مجھے بتا دے؟ اسلامی نظریاتی کونسل کا ایک آئینی ادارہ ہے اور ہم نے بنایا ہے ہمارا آئین ہے۔ لیکن اسکی ایک سفارش بھی فلور پر نہیں آئی۔ اور اگر آئی ہے تو اس پر کوئی قانون سازی نہیں ہوئی ہے۔ تو جناب اسپیکر! ضرورت اس بات کی ہے کہ جو کچھ بھی ہمارے آئین میں اب تک ہے جو ہماری پارلیمنٹی سیاست میں ہے اگر ہم ان پر عملدرآمد شروع کر لیں تو قوموں کے حقوق کا مسئلہ بھی کسی نہ کسی حد تک حل ہو جائیگا یا کم ہو جائیگا۔ اسلام کے عادلانہ نظام اور اسلام کو نافذ کرنے کا مسئلہ حل ہو جائیگا یا کم ہو جائیگا۔ اس پر عملدرآمد کر لیں تو ہم اس میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور پچاس پرسنٹ ہمارے مسئلے اور ہماری مشکلات کم ہو جائیں گی۔ ورنہ دونوں طرف سے بندوقوں کا رُخ ہماری طرف ہے۔ جو لوگ اسلامی نظامِ عدل چاہتے ہیں تو ہم اسمبلی والے انہیں دے سکتے۔ آج ہم لوگوں سے دوٹ مانگتے ہیں لیکن میں نہیں دل سکتا ہوں میں ابھی تک اسیں کامیاب نہیں ہو سکا۔ تو وہ لوگ مجبور ہیں کام کرتے ہیں۔ میں کس طرح انکو آرام طبیعت پر لاوں۔ یا قوموں کے حقوق کے حوالے سے جو کچھ ہو رہا ہے اور اگر وہ نہیں ہے تو کس طبیعت پر لے آئیں۔

تو جناب اسپیکر! یہ ہمارے مسئلے ہیں یہ ہماری مشکلات ہیں۔ اور اسی طرح حقوق کے حصول جو این ایفسی کے حوالے سے ہو یا دوسرے حوالے سے، آئندہ ہماری اسمبلی کے اجلاس ہوتے رہیں گے۔ تو انشاء اللہ ہم ائمی نشاندہی کریں گے۔ میں اپنی اپارٹمنٹ کی طرف سے ایک مرتبہ پھر ڈاکٹر عبدالمالک صاحب اور ائمے اتحادیوں کو حکومت کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں اور دعا بھی یہی کرتا ہوں کہ یہ بلوج چتنان کے main مسئلے ہیں اور امید رکھتا ہوں کہ وہ ان پر توجہ دیں گے اُن پر کوئی compromise نہیں کریں گے۔ اگر ہم نے اتحاد اور اتفاق کا مظاہرہ کیا تو انشاء اللہ ہم اپنے حقوق حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اگر ہم نے اس طرح کہابھی پانچ سال کی حکومت ہے پتا نہیں پھر موقع ملے گا یا نہیں۔ تو پھر بعد میں میں کہونگا کہ یہ کریں گے وہ کریں گے تو پھر شاید ہماری حالت نہیں بدل سکتی۔ اللہ جل جلالہ، انکو بھی توفیق دے دے۔ اور ہم انشاء اللہ العزیز اپوزیشن نجوس پر بیٹھتے ہوئے بلوج چتنان کے جو main ایشور ہیں یہ ہمارے گھر کا مسئلہ ہے اس گھر کو ہم جلنے نہیں دیتے ہم اسکو بانا چاہتے ہیں۔ تو ہذا ہم ائمی دعوت کیلئے تیار ہیں۔ اگر ڈاکٹر صاحب یا ایکی حکومت اگر وہ اپنی پڑھی سے ہٹ کر۔ اور ہم نے محسوس کیا تو ہم اور کچھ نہیں کر سکتے دنیا کے سامنے ہم ائمی نشاندہی کریں گے۔ میڈیا والوں نے تعاون کیا تو highlight ہو جائیں گے کیا وہ بھی ڈب گئے تو پھر معاملات اُسی طرح رہیں گے۔ وَآخِرُ الدُّعْوَاتَ عَنِ الْحَمْدِ
لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

جناب اسپیکر: مہربانی، مہربانی۔ جی زیارت وال صاحب! اپنی پارٹی کے behalf پر

the floor.

جناب عبدالرحیم زیارت وال ایڈوکیٹ: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ سب سے پہلے میں آج صوبے کے اس منتخب جرگے کی طرف سے Leader of the House متفقہ طور پر چُننے پر House کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور ساتھ ہی محترم ڈاکٹر مالک صاحب کو اس عہدے پر منتخب ہونے پر انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب اپیکر! آج کا یہ مقدر ایوان ماضی کے ہمارے اکابرین کی انتہک جدوجہد کے نتیجے میں آج یہاں موجود ہے۔ جناب اپیکر! آج جمہوریت کی باتیں ہم سب کرتے ہیں، میں فارسی کی اس شعر پر اکتفا کروں گا، سب کیلئے، ہم جہاں بھی رہیں گے ایک دوسرے کو طعنے نہیں دینگے:-

۔ ہرچی گنند دانا گنند نادال

لیکن بعد از خرابی نے پیار

بہر حال آمریت اور آمریتوں کے جو دور رہے ہیں جناب اپیکر! ہم بحثیثت پارٹی، ہمارے اکابرین نے پہلے مارشل لاء کے چودہ سال قید بامشقت اور پھر دوسرے مارشل لاء کے ساتھ چھ سال جناب محترم محمود خان اچنری کی روپیشی اور اکتوبر کے جو ہمارے شہدائے جمہوریت تھے M.R.D کے اور جناب اپیکر! پھر اسکے بعد تیسرا مارشل لاء کا پشتون آباد میں ہمارے گھر پر حملہ اور اس میں ہمارے شہداء اور آج کی یہاں میں کروں گا دانستہ طور پر کسی کی دل آزاری ہو۔ لیکن کچھ حقیقتیں ایسی ہیں کہ انکے بیان کرنے سے اگر کوئی سُدھار آ سکتا ہے میرے ذہن میں، میں وہ کرنے جاؤں گا۔ جناب اپیکر! ہماری یہاں میں بیٹھے جتنے معزز مرد اور خواتین ممبرز ہیں، ہم سب کا یہ فرض بتا ہے کہ ہم آج جس مقام پر کھڑے ہیں جناب اپیکر! وہ ایسا نہیں ہے کہ راتوں رات ایک خرابی اور بر بادی نازل ہو گئی ہے۔ اور ہم یہاں آج اس وقت کھڑے ہیں۔ جناب اپیکر! اس خرابی کے پیچھے یہاں جو حکمران رہے ہیں جو Rulers رہے ہیں اور ان غلط حکمرانوں کو جن لوگوں کی حمایت حاصل رہی ہے خصوصاً آمریت کو، یہ تمام خرابیاں انکی پیدا کر دہیں۔ اور آج ہم جس نیچ پر پہنچے ہیں جناب اپیکر! آدھا ملک کھونے کے بعد ہوش کے ناخن لینے چاہئے۔ جناب اپیکر! ہر ای کیا ہے؟ آج ہمارے معاشرے نے اور سب نے، معاشرے کے جو values ہیں انکو بنا دیا ہے۔ جو ساری دنیا کے معاشروں میں بُری بات ہے اور گناہ ہے۔ ہم جھوٹ بولتے ہیں۔ کرپشن، رشوں

جناب اسپیکر! یہ تمام انسانیت کے معاشروں میں بُری بات ہے۔ آج کل جو لیتا ہے وہ اُس پر خر بھی کرتا ہے اور آگے والے کے سامنے بیان بھی کرتا ہے اس پر نہیں شرماتا۔ اور جو آپ کے معاشرے کے values ہیں یہ شرم کے مارے کوئی شخص اسکو touch نہیں کر سکتا۔ تو جناب اسپیکر! اس ایوان کے توسط سے ہم تمام معاشرے سے یہ النجا کریں گے آج کے دن کے حوالے سے کہ جو devalues ہیں سب کو خیر باد کہنا ہوگا اور جو معاشرے کے values ہیں انکو اپنانا ہوگا تو بات آکر صحیح جگہ پر رُک جائیگی۔ اور اگر ہم انہی چیزوں میں لگے رینگے اور منافقت کرتے رینگے تو جناب اسپیکر! یہ باتیں پھر سُدھرنے میں نہیں آئیں گی۔ جناب اسپیکر! یہاں جو ہمارا امن و امان تباہ ہوا ہے اُسکے اپنے اسباب ہیں۔ اور خدا کافضل ہے آج ہم یہ باتیں floor پر کر رہے ہیں کہ یہاں تو میں رہتی ہیں اُنکے حقوق ہیں اور انکو محروم رکھا گیا تھا۔ اور جو محروم تھے محروم کے پاس جو راستہ تھا، جنہوں نے جو راستہ اختیار کیا ہے جناب اسپیکر! اُسکا علاج یہ ہے کہ آج جس معاشرے میں ہم رہ رہے ہیں جس ملک میں ہم رہ رہے ہیں۔ اس ایوان کے توسط سے ہماری بات یہ ہوگی کہ کوئی بھی شخص آج کی دنیا میں جبکہ ساری دنیا ایک village بن گئی ہے۔ global-village میں رہتے ہوئے وہ کونسے راستے ہیں جنہیں ہم اپنا کیں تو اُس میں جناب اسپیکر! ہم یہاں پہنچے ہیں کہ جو آدمی قانون توڑتا ہے وہ سب سے بڑا آدمی کہلاتا ہے اُسکو بڑا آدمی کہا جاتا ہے اور وہ فخر سے کہتا ہے ”کہ میں نے آج فلاں قانون توڑا ہے۔ آج ہم نے فلاں روڑ توڑے ہیں۔“ آج ہم نے آئین کی خلاف ورزی کی ہے۔ تو جناب اسپیکر! بات یہ ہے کہ ایک سلبھجے ہوئے معاشرے کے انسانوں کی حیثیت سے law of forces ہونے چاہئیں۔ امن و امان کے سلسلے میں جناب اسپیکر! ہم باتیں کرتے ہیں۔ ہمارے پاس جو Forces ہیں انہوں نے صحیح معنوں میں یہ کام نہیں کیا ہے۔ گوکہ یہ مسئلے سیاسی بھی ہیں، سیاسی جو مسائل ہیں انکو سیاسی انداز میں ہمیں حل کرنے کی ضرورت ہے جناب اسپیکر! اور اُس سے ہٹ کر معاشرتی برائیاں ہیں اُنکی روک تھام کیلئے انتظامیہ کو alert کرنا پڑیگا۔ اُس سے کام لینا پڑیگا جناب اسپیکر! ہم آج یہاں تک پہنچے ہیں کہ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں رہا ہے۔ جناب اسپیکر! تعلیمی نظام آپ کا ختم ہو چکا ہے۔ جناب اسپیکر! دوست نے یہ بات کہی ہے کہ ہیلٹھ آپ کی ختم ہو چکی ہے۔ کسی بھی شخص کو سرکاری علاج پر کچھ بھروسہ نہیں ہے۔ اور جتنے بھی آپ کے پروفیسرز اور اسپیشلیٹ ہیں وہ سب آپ کے سرکاری ہسپتاں میں ملازم ہیں۔ شام کے وقت لوگ اُنکے پاس جاتے ہیں لیکن دن کو hospitals میں کسی کو نہیں کرو وہاں بیٹھ کر اُنکا علاج کریں اُنکی تسلی تشفی کریں۔ تو جناب اسپیکر! اس صورتحال میں ہمیں کچھ steps لینے ہوں گے۔ ایجوکیشن کے حوالے سے بھی آج سے steps لینے ہونگے۔ ہماری ان سے request ہے ہم پہلے

بھی یہ بات کر چکے ہیں Leader of the House سے۔ جناب اسپیکر! کہ وہ اس پر خصوصاً آج کے دن سے ایجوکیشن اور ہمیتھے کے حوالے سے وہ ایگزیکٹو آڈر جاری کریں۔ کوئی بھی ٹیچر اور کوئی بھی ڈاکٹر جو بھی غیر حاضر ہوگا اُسکی تنخواہ بند ہوگی۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) ان چیزوں کو لوگ مذاق نہیں سمجھیں۔ آج ہمارا معاشرہ یہاں تک پہنچ گیا ہے جناب اسپیکر! سکول کی بلڈنگ ہے لیکن ٹیچر نہیں ہے۔ سکول کی بلڈنگ ہے لیکن ٹیچر کیلئے کرسی نہیں ہے۔ جناب اسپیکر! یہاں تک ہم پہنچ گئے ہیں، جتنے بھی یورو کریٹس ہیں جتنے تھوڑے بہت سرمایہ رکھنے والے لوگ ہیں سب نے اپنے بچے، جن جن اضلاع میں آپکے D.C.O کام کرتے ہیں، اُنکی ایک مجبوری یہ ہے جناب اسپیکر! وہ تمام ضلعی آفسران کوئٹہ میں انہوں نے مکان کرائے پر لیے ہیں۔ اُنکے خاندان، اُنکی بیوی بچے یہاں کوئٹہ میں رہتے ہیں اور وہ جا کر قلعہ سیف اللہ میں، زیارت میں، فلاں جگہ پر ڈیوٹی دیتے ہیں۔ اور اتوار کیلئے وہاں سے بھاگ بھاگ کر آتے ہیں۔ ایک رات، دورا تین گزار کر پھر بھاگ جاتے ہیں۔ یہ حالات کیوں ہے؟ اس ایجوکیشن کو کیا ہو گیا ہے؟ اُس D.C.O کی ذمہ داری نہیں ہے؟ اُسکو اپنا بچہ عزیز ہے۔ وہاں کی جو آبادی ہے، دولاکھ، تین لاکھ خپدار کی، فلاں کی، ٹوپ کی، قلعہ سیف اللہ کی، لورالائی کی، فلاں جگہ کی۔۔۔ وہاں جو تین لاکھ، چار لاکھ، پانچ لاکھ کی آبادیاں ہیں۔ کیا وہ بچے نہیں ہیں؟ کیا وہ انسان نہیں ہیں؟ کیا ہم ان سے الگ رہ سکتے ہیں؟ کیا انکو بگاڑ کر، انکو ختم کر کے آج آپ کو کیا ملا ہے؟ ہیر وئن کلچر ملا ہے۔ ڈرگ مافیا ملا ہے۔ وحشت اور دہشت ملی ہے۔ امن و امان تباہ ہو گیا ہے۔ تو جناب اسپیکر! انتظامی آفیسر کی حیثیت سے، پھر ایجوکیشن کے آفیسران ہیں۔ پھر ہمیتھے کے آفیسران ہیں جناب اسپیکر! تمام ڈھانچے موجود ہے۔ کسی شخص میں یہ سکت یہ طاقت نہیں ہے وہ یہ ارادہ نہیں رکھتا کہ ان چیزوں کو ٹھیک کرے۔ تو جناب اسپیکر! آج کے دن کے حوالے سے، قائد ایوان کی حیثیت سے، Leader of the House کی حیثیت سے، میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ ان چیزوں پر، پورے House سے گزارش کرتا ہوں کہ تمیں سخت steps یعنی steps تمام انتظامیہ کے حوالے سے، تمام انتظامی آفیسران کو ٹھیک رکھنا ہوگا اسکے علاوہ جناب اسپیکر! یہاں کچھ لوگ ان چیزوں کی مخالفت کرتے ہیں جناب اسپیکر! جمہوریت ہے۔ جمہوریت for the people by the people ہے۔ لوگوں کیلئے ہے لوگوں کے ذریعے ہے اور لوگوں کو ہم جمہوریت دینگے۔ لیکن جناب اسپیکر! آج حالت یہ ہو گئی ہے اُسمیں جناب اسپیکر! پاکستان ایک اسٹیٹ ہے۔ پاکستان ایک فیڈریشن ہے۔ اور جب اس کو فیڈریشن declare کیا گیا ہے۔ اُسکے آئین کا آرٹیکل 1 یہ کہتا ہے تو it means یہاں قومیں رہتی ہیں۔ اور ہم انکار کرتے کرتے کہاں تک پہنچ

گئے ہیں۔ تسلیم کرنا چاہیے اُنکی جوز بانیں ہیں اُنکا جو گلپھر ہے اُنکی جو ثقافت ہے اُنکی جور و ایات ہیں۔ ہر قوم کی اپنی مشتی چیزیں ہیں اُنکو فروغ دینا چاہیے۔ لیکن ہم اس پر لگے ہوئے ہیں کہ اسکو کیسے ختم کر سکتے ہیں۔ تو جناب اسپیکر! Leader of the House کی حیثیت سے میں ان سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اُنکی ترجیحات میں یہ ہو کہ مادری زبانوں میں تعلیم کو رائج کیا جائے۔ (ڈیک بجائے گئے) جناب اسپیکر! میں منطق کے بغیر، دلائل کے بغیر بات نہیں کروں گا جناب اسپیکر! آپ سے میں نے پہلے وعدہ کیا ہے، جناب اسپیکر! آپ پڑھ لیں دنیا کے جتنے بھی ماہرین ہیں، تمام کے تمام اس نتیجے پر پہنچ ہیں کہ جو بچہ مادری زبان میں سیکھنا شروع کر دیتا ہے اُسکی صلاحیتیں 90 سے 95 فیصد بڑھ جاتی ہیں۔ اور جو غیر کی زبانوں میں تعلیم شروع کرتا ہے اُسکی صلاحیتیں 20 فیصد پر جا کر رُک جاتی ہیں۔ اور یہ تماشا ہم کرتے کرتے پتا نہیں کہاں تک پہنچ گئے ہیں۔ جناب اسپیکر! یہ چیزیں اس بنیاد پر میں کہہ رہا ہوں کہ ان چیزوں کی قدر دانی ہونی چاہیے ان چیزوں کو آگے بڑھانا چاہیے۔ جناب اسپیکر! اور اسکے علاوہ کچھ اور بھی اس قسم کی چیزیں ہیں جو میں آپکے سامنے لانا چاہتا ہوں۔ جناب اسپیکر! ایک تو خرابی یہ ہے کہ جو ادارہ جس نے تھوڑا اہبہ perform کیا ہو، اسکو ہٹانے کی ہم کوشش کرتے ہیں جس نے تھوڑی بہت اصلاح کی ہو۔ ایکشن ہوا ہے۔ دوستوں کو، ساتھیوں کو، پارٹیوں کو گلے شکوئے رہے ہو گئے۔ میں اُنکا رہنمیں کروں گا۔ لیکن یہاں تک کہ جب 8 ساڑھے 8 کروڑ ووٹ وہ ساڑھے 3 کروڑ ووٹ پر آگئے۔ اُس آدمی کے بارے میں بھی تو دونوں قدرے کہے جائیں۔ یہ کنجوی ہم کیوں کرتے ہیں کہ ہمارے معاشرے میں کروڑوں کے حساب سے جعلی ووٹ تھے۔ اور وہ جعلی ووٹ نکل کر ایک اچھی performance تو کسی نے پیش کی۔ فہرستیں بنیں NADRA کے حوالے سے۔ NADRA کے شاخی کارڈز کی بنیاد پر۔ اور وہ NADRA کے شاخی کارڈز، اُس پر پھر ہمیں کیا مشکلات ہیں؟ صوبے کے لوگوں کو کیا مشکلات ہیں؟ سب روتے ہیں، سب شکایت کرتے ہیں۔ NADRA سے کرتے ہیں کہ ہمارے علاقوں میں 35% سے 40% شاخی کارڈز اب تک نہیں بنے ہیں وہ بننے چاہئیں۔ اُنکے لئے راہ نکالنی چاہیئے۔ تو جناب اسپیکر! بات یہ ہے کہ تھوڑا بہت ایکشن کمیشن نے اس مرتبہ اچھا perform کیا۔ اور مزید اچھی performance کیلئے، اسلئے یہ بات رکھ رہا ہوں کہ Leader of the House کی حیثیت سے جب وہاں جائیں گے کہ مزید شفافیت کیسے ہو سکتی ہے؟ شفافیت اور صرف شفافیت transparency لانے کیلئے زور ڈالیں گے ہم سب جو ساتھی ہیں۔ اور ہماری جو اس وقت قیادت کر رہا ہے Leader of the House کی حیثیت سے۔ اُن سے پھر ہماری

گزارش یہ ہو گی کہ وہ جا کر ان چیزوں پر بات کریں۔ اور اسکے علاوہ جناب اپیکر! مرکز اور صوبے کے حوالے سے ہمارے گلے شکوئے اور شکایات ہیں۔ وہ اسلئے، آپ سب دوستوں کے سامنے رکھ رہا ہوں، پچھلی اسمبلی میں ہم رکھتے جا رہے تھے۔ وہ یہ ہیں کہ آپ کا یہ صوبہ رقبے کے لحاظ سے ملک کا 2.43% ہے۔ جناب اپیکر! اسلام آباد میں بیٹھے اگر ہماری اس آواز کو کوئی سُن رہا ہو، ہماری اس حقیقت پوکار کو، وہ جب NHA پر آ جاتے ہیں یہاں۔ ہم 7 ہزار کلومیٹر یا 8 ہزار کلومیٹر، صحیح پتا نہیں ہے، اُسکی لمبائی میں تقریباً 3 ہزار کلومیٹر، ساڑھے 3 ہزار کلومیٹر میں سے ہو کر گرتی ہیں۔ اور جب اسکے فنڈز پر آ جاتے ہیں تو جناب اپیکر! ہوتا کیا ہے کہ ”ہم تو آبادی کی بنیاد پر دیں گے“، بھائی! اگر روٹی دے رہے ہو۔ کھانا دے رہے ہو۔ آٹادے رہے ہو۔ چینی دے رہے ہو۔ بالکل پالپلیشن کو base بناؤ۔ اور اگر roads رقبے کے لحاظ سے بنارہے ہو پھر تو رقبے کو base بناؤ۔ تو جناب اپیکر! انہیں کرتے ہیں۔ اس قسم کی چیزیں ہیں جو نہیں صحیح ہیں۔ اور اس طریقے سے جتنا بھی ہمارا حصہ بنتا ہے جناب اپیکر! وہ چیزیں، جو criteria جن چیزوں کیلئے بنایا گیا ہے تمام۔ جناب اپیکر!

village electrification کے حوالے سے کویت سے پیسے آئے ہیں۔ آپ کو پیسے دینے ہوئے، ایسی کلی کو جو ایک کلومیٹر کے اندر ہو۔ اب ہم سب کو پتا ہے، ہر ایک نے اپنا گھر ایک دوسرے سے ایک، ایک کلومیٹر دوڑ بنایا ہے۔ اب ہمارے M.P.A's صاحبان کیا کریں اور اتنا vast جو ہمارا صوبہ ہے آئمیں یہ کیسے لਾگو ہو گا۔ جناب اپیکر! ہم Leader of the House criteria کراتے جا رہے ہیں کہ جناب اپیکر! ہمارے لئے جن چیزوں کا note کا ہے، ہم انکو تجویز کریں گے۔ اس پر پھر وہ جتنی ہماری مدد کر سکتے ہیں کریں۔ ہمارے افسران صاحبان یہاں بیٹھے ہیں۔ انکو گوش گزار کرانا چاہتے ہیں۔ جناب اپیکر! اسکے علاوہ جو سب سے اہم مسئلہ ہمیں درپیش ہے وہ بجلی کا ہے۔ بجلی بالکل نہیں ہے جناب اپیکر! اور دوسرا مسئلہ ہمارے سیالابی پانی کا ہے 13 یا ساڑھے 13 ملین ایکڑ فٹ ہمارا سیالابی پانی ضائع جا رہا ہے۔ اور آج تک جناب اپیکر! بمشکل ہم 3 لاکھ ایکڑ فٹ پانی ذخیرہ نہیں کر سکے ہیں۔ تریلا 9 ملین ایکڑ فٹ کیلئے design کیا گیا تھا۔ اور وہ پنجاب سندھ سب کو ضرورت کے وقت جمع کر کے پانی دے رہا ہے۔ تو جناب اپیکر! اس کیلئے serious-steps اٹھانے چاہئیں۔ سو dams دیئے ہیں۔ مولانا واسع صاحب بیٹھے ہیں اُن سے پوچھیں کہ 5 سال میں 50 ڈیم بنے؟ دو سو ڈیم زدیے ہیں۔ باقی کتنے سالوں میں بنیں گے؟ جناب اپیکر! آپ ان چیزوں کو follow کریں گے۔ ہماری مشکلات اس طرح کی ہیں۔ سوائے آپ کے علاقے نصیر آباد، جعفر آباد کے جو river کے command areas ہیں، انکے علاوہ تو سارے

جناب اسپیکر! یہاں تک کہ نقل مکانی پر مجبور ہو گئے ہیں کچھ بھی نہیں بچا ہے۔ آپ کے شہر پر جو اس وقت بو جھ پڑ رہا ہے وہ دو چیزوں کی وجہ سے، نوٹ کیا جائے۔ ایک یہ کہ علاج اور تعلیم کے حوالے سے۔ لوگ بھاگ بھاگ کر کوئی آرہے ہیں اپنے بچوں کو یہاں داخل کر رہے ہیں۔ کیونکہ وہاں آپ نے سہولیات نہیں دی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہاں روزگار نہیں ہے۔ جو باغات تھے، جو کھینچی باڑی تھی، جولا یوٹاک تھا سب کو ہم نے بر باد کر دیا ہے۔ اسکے لئے ہم نے کچھ نہیں کیا ہے۔ اور اسکے ساتھ ساتھ جناب اسپیکر! بجٹ بننے والا ہے۔ اسیں جناب اسپیکر! آپ بھی ہماری مدد کریں گے۔ Leader of the House بھی بیٹھے ہیں پورا ایوان بیٹھا ہے۔ جناب اسپیکر! آج تک جو پالیسیاں، میں ان پر اس معنی میں تنقید نہیں کروں گا جناب اسپیکر! ہم نے completely productive مددات کو نظر انداز کیا ہے۔ پچھلے سال کا بھی اگر آپ ریکارڈ یکیں اس میں 2%۔ اس سے پچھلے سال کا دیکھیں 1.70%۔ تو جناب اسپیکر! productive مددات میں جب آپ صوبے کی آمدنی نہیں بڑھائیں گے جناب اسپیکر! ہم کشکوں اٹھا کر کن کن کے ڈروں پر پھراتے رہیں گے۔ اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کیلئے ضروری ہے جناب اسپیکر! کہ ایسے کام کئے جائیں ایسے راستے اختیار کیئے جائیں ایسے ماہرین کو لایا جائے کہ وہ اسکے لئے صحیح طریقے سے منصوبہ بندی کر سکیں۔ اور یہ صوبہ پیداواری طور پر آگے جاسکے۔ ہمارے یہاں صنعت کا مکمل موجود ہے جناب اسپیکر! پچھلے PSDP آپ نے نہیں دیکھے ہیں۔ فلاں ڈولپمنٹ سسیم فلاں ڈولپمنٹ سسیم انکا صنعت کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ صنعت میں ہم zero، صفر کچھ بھی نہیں ہے۔ تو دوست! ہم اس صوبے کے رہنے والے ہیں۔ میں کسی کی دل آزاری ایمانداری سے نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن جناب اسپیکر! اس طریقے سے یہ کام نہیں چل سکتا۔ اسکے لئے serious steps اٹھانے ہونگے۔ ماہر لوگوں کو لانا ہوگا۔ اور ہمیں صنعتیں لگانے ہوگی۔ ہمیں روزگار پیدا کرنا ہوگا۔ اور جب آپکی پیداوار بڑھے گی بیرون گاری خود خود کم ہو جائیگی۔ جب پیداوار گھٹ رہی ہو تو روزگار کہاں سے آئیگا۔ جناب اسپیکر! تو آج کے دن کے حوالے سے جو جو گزارشات تھیں تھوڑی بہت میں نے آپکے سامنے رکھیں۔ اگر کوئی بات رہ بھی گئی ہو جناب اسپیکر! ہمارے دوست اور ساتھی وہ اسکو highlight کریں گے۔ ثناء اللہ صاحب اور مولانا واسع صاحب نے اپنی تقریروں میں ان چیزوں کی نشاندہی کی، میں دوستوں سے معذرت خواہ ہوں اگر کوئی ایسی بات ہوئی ہو کہ انہوں نے پہلے سے رکھ دی ہو اور میں نے دوبارہ اُسکی repetition کی ہو۔ اس پر میں ایوان سے معذرت چاہتا ہوں۔ لیکن آج کے دن کے حوالے سے ایک مرتبہ پھر آخرين ڈاکٹر صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور ایوان کے اس فیصلے پر دل کی گہرائیوں سے سب کاشکر یہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر اور پھر

اسکے بعد وزیر اعلیٰ کا انتخاب متفقہ طور پر کیا۔ تاریخ میں اسکی مثال شاید بہت کم ملتی ہے۔ بہر حال جو ہوا بہت اچھا ہوا۔ اُسکو میں appreciate کرتا ہوں جناب اپسیکر! اور اسی پر ہی میں اپنی گزارشات ختم کرنا چاہتا ہوں۔
 جناب اپسیکر! thank you (ڈیک بجائے گئے)

جناب اپسیکر: شکر یہ زیارت وال صاحب۔ جعفر خان مندو خیل! Please take the floor, on the behalf of your party.

شیخ جعفر خان مندو خیل: شکر یہ جناب اپسیکر! سب سے پہلے میں ڈاکٹر مالک صاحب کو Leader of the House، یعنی Chief Minister of the Province، the House بلامقابلہ منتخب ہونے پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اور آپکو، اُس دن میں نہیں تھا، as a Speaker Assembly اور قدوس بن جو صاحب کو as a Deputy Speaker Assembly بلا مقابلہ منتخب ہونے پر مبارکباد دیتا ہوں۔ دوستوں نے، ساتھیوں نے بڑی اچھی باتیں کیں۔ میرے خیال میں کوئی ایسی بات نہیں ہے، جیسے زیارت وال صاحب نے کہا کہ repetition ہو گئی ہو گی۔ میرے خیال میں اس پر اسکے بعد جو باتیں ہوں گی وہ اکثریت repetition ہو گی۔ لیکن بہر حال اپنے سوچ یا اپنے فکر کے مطابق چند گزارشات میں اس اسمبلی کے سامنے رکھوں گا۔ اگرچہ ہماری اسمبلی کاریکار ڈبڑا خراب رہا ہے۔ باتیں ہوتی ہیں، باتیں سُنٹتے ہیں، اُنکے اوپر عمل کم ہوتا ہے۔ یہ میرا experience رہا ہے۔ میرے خیال میں اس اسمبلی میں سب سے زیادہ رہنے والوں میں میں خود بھی موجود ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان روایات کو ابھی ہم تھوڑا change کر دیں تاکہ اچھی باتیں کریں اور اچھی تجاویز آئیں اور اُنکے اوپر عمل درآمد بھی کر لیں تاکہ صوبہ کے لوگوں کیلئے ہم کچھ کر سکیں کچھ ہم دے سکیں especially ایسے حالات میں۔ جس نیج پر آج ہم پہنچ چکے ہیں، میں سمجھتا ہوں قیام پاکستان سے لے کر آج تک صوبہ اتنا difficult position میں کمی نہیں تھا۔ یہ میں سمجھتا ہوں ڈاکٹر صاحب کیلئے بھی بڑا up-hill task ہو گا۔ کہ تمام چیزوں کو سطر ج وہ درست کریں گے۔ لیکن آخر، میں سمجھتا ہوں کہ درست بھی کر لیں۔ اگر نہیں کیئے تو کیا چھوڑ دیں گے؟ آخر ایک دوسرے کو لوگ کاٹنے لکھیں گے۔ جیسے آج کاٹ رہے ہیں۔ روڑوں پر آپ نہیں جاسکتے ہیں۔ اُس میں اکیلا ڈاکٹر مالک صاحب کی ذمہ داری نہیں ہے۔ یہ 65 House کا، ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ جو بھی باتیں ہیں ہم اپنے آپکو انکا پابند بنائیں۔ کہ ہم نے قربانی دینی ہے اس صوبے کو تھوڑا betterment کی طرف لے آنا ہے۔ جو غلط ہو چکا ہے وہ ہو چکا ہے۔ اسکے بعد ابھی اچھے کی طرف کس طرح لے جانا ہے؟ اُس میں ایک Leader of the House وہ ناکافی

ہوتا ہے۔ اس پورے ایوان کی اگر مشترکہ کوششیں ہوں گی اور دل سے ہوں گی اپوزیشن تک، حکومت اور اپوزیشن، دونوں میں کراگر صدقہ دل سے، جیسے ہم نے حلف اٹھایا ہے کہ کوئی improvement کی طرف جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ناممکن کچھ نہیں ہے۔ اس وقت ہمارے مسائل، میں انکی نشاندہی کروں گا۔ اور سب سے پہلے، اُس دن میں نہیں تھا، تقریر میں سردار شاء اللہ صاحب سے condolence کروں گا۔ اُسکے ساتھ جو حادثہ پیش آچکا ہے ایکشن سے چند دن پہلے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صوبے کیلئے بہت ہی افسوسناک اور غمگین واقعہ تھا۔ اور شاید انکی یہ قربانی جو صوبے کیلئے انہوں نے دی ہے، اس صوبے کو کسی اچھی طرف لے جائیں۔ ہم اس سے تھوڑا سبق حاصل کر لیں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ انکو یہ صدمہ سنبھنے کی توفیق دے۔ ہماری تمام ہمدردیاں انکے ساتھ ہیں۔ سب سے پہلے صوبے کا سب سے بڑا مسئلہ، بلکہ پورے ملک کا سب سے بڑا مسئلہ وہ لاءِ اینڈ آرڈر کا ہے، peace کا ہے، امن کا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو کچھ قیام پاکستان سے لے کر آج تک، جس جس کو چاہے وہ بیرونی طور پر ہوں یا اندرومنی طور پر، ہم لوگوں نے جس طریقے سے چھیڑا ہے اُس کا result یہ ٹکلا ہے آج اس نیچ پر ہم کھڑے ہیں۔ اور لاءِ اینڈ آرڈر میں سب سے بڑا blow and Afghan-war کے بعد آیا ہے۔ جب افغانستان میں ہم لوگوں نے مداخلت کی۔ یا افغانستان میں ترتیب ہم لوگوں نے شروع کی اپنی مرضی سے۔ جو آپ دوسرے کے گھر میں کرتے ہیں وہ آپ تک پہنچتا ہے۔ اگر آپ ہمسارے کے گھر کو آگ لگاتے ہیں تو اس سے آپ کا گھر بھی جلے گا۔ آج وہ وقت آگیا ہے، ہمارے صوبے میں آگیا ہے۔ تو سب سے پہلے ہماری کوشش یہ ہوئی چاہئے بلکہ اس میں زیادہ تر ذمہ داری فیڈرل گورنمنٹ کی آتی ہے۔ کیونکہ خارجہ پالیسی انکے ہاتھ میں ہے۔ ہم دوسرے کے گھر کی آگ بجا کیں تاکہ ہمارے گھر میں بھی کسی وقت یہ آگ بجھ سکے۔ وہ جو ہم لوگوں نے تکلیفیں وہاں پیدا کی ہیں انکو ہم کسی طرح آرام کر سکیں۔ اور بہاں اس وقت اندرومنی دوچیزیں ہیں۔ لاءِ اینڈ آرڈر میں سب سے بڑا ایک ہے political Dialogue is the best way. اور House of ڈاکٹر صاحب کو political معاملات میں dialogue کو ختم نہیں کرنا چاہیے۔ ٹھیک ہے اسیں مایوسیاں بھی آتی ہیں۔ دوسری طرف کو بھی دیکھنا چاہیے۔ انکی بھی کافی ہم چیزیں ہوتی ہیں۔ dialogue سے اگر ہم کچھ حاصل کر سکیں تو میں سمجھتا ہوں That will be the best. لیکن کچھ دوسری جو criminal activities ہے کہ وہ pure-administrative ہے۔ ذمہ داریاں ہیں۔ کوئی بھی حکومت جو ہوتی ہے اُسکی administrative criminal activities کو ختم کر دے۔ اغوا برائے تاوان ایک بہت بڑا منافع بخش کاروبار بن گیا

ہے۔ ہم لوگ کراچی بڑی خوشی سے highway robbery by-road جاتے تھے اور 8 گھنٹے میں پہنچتے تھے۔ آج کراچی جانے کیلئے میں سمجھتا ہوں تین squads کی آپکو ضرورت ہوتی ہے۔ اور ان squads میں بھی آپ محفوظ نہیں ہو سکے۔ یہی حالت دوسروں کی ہے۔ ہمارا علاقہ اُسی طرف جا رہا ہے اب۔ ادھر تھوڑا پہلے آیا ہے۔ وہ بھی اُسی طرف جا رہا ہے۔ لہذا اُسکو ہمیں مضبوط ہاتھوں سے handle کرنا ہو گا۔ اور اس میں ہمیں انتظامی اصلاحات کرنا ہو گی کہ ہماری Forces میں کیا کیا کمزوریاں ہیں یا کیا کیا کمیاں ہیں۔ اور ادھر شہر کی جو حالت نبی ہوئی ہے law and order میں۔ آپ دیکھ رہے ہیں روزانہ ہر گلی میں قتل، ہر گلی میں اغوا، ہر گلی میں ڈکیتی، کوئی روڈ پر نہیں نکل سکتا ہے۔ بچ سکول جاتے ہیں والدین انکے لئے پریشان ہوتے ہیں کہ آیا خیر سے پہنچیں گے کہ نہیں۔۔۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: تشریف رکھیں اذان ہو رہی ہے۔

(خاموشی۔ اذان ظہر کے بعد اجلاس دوبارہ شروع ہوا)

جناب اسپیکر: جی جعفر خان صاحب!

شیخ جعفر خان مندوخیل: تو جو crimes ہیں وہ آپکی گورنمنٹ نے اپنی Forces کو درست کر کے یہ دیکھنا ہو گا کہ ان میں کیاں کیا ہیں۔ ہر چیز کیلئے ہم کو F.C کی کیوں ضرورت پڑتی ہے۔ ہر چیز کیلئے ہم کو فوج کی کیوں ضرورت پڑتی ہے۔ جبکہ ہمارے پاس اپنی C.B.C ہے، اپنی لیویز ہے۔ اربوں روپے ہمارے law and order پر خرچ ہو رہے ہیں اُسکا کیا فائدہ۔ اُن Forces کو بھی درست کرنا ہو گا اور کچھ اس طرح آپ نے عدم مداخلت کی بنیاد پر یا ایسے اختیارات آفیسرز کو یا اچھے آفیسرز لا کر کے انکو دینے ہو گے ”کہ یہ آپکی ذمہ داری ہے آپ نے درست کرنا ہے“ سب سے بڑی خرابی تو میں سمجھتا ہوں مشرف صاحب کی devolution نے لے آئی ہے۔ جہاں انہوں نے سارے انتظامی معاملات law and order، دوسرے تیرے عوای نمائندوں کو دے دیئے۔ جو ان سے پورے نہیں ہوتے تھے۔ آج وہ پھر reverse ہو گیا ہے۔ لیکن آج تک اُسکی پوری reversal نہیں ہوئی اُسکو ہمیں پورا reversal کرنا ہو گا۔ ڈپٹی کمشٹر کو اپنے ضلع کا با اختیار افسر بنانا ہو گا۔ اس میں کچھ قانونی رکاوٹیں بھی ہیں وہ بھی دیکھیں گے کہ کس طریقے سے ہم لوگ انکو بہتر کر سکتے ہیں۔ اور جو آپکے پولیس آفیسرز ہیں، اُنکی ذمہ داریاں بھی fix کرنی ہو گی۔ ”کہ بھئی! آپ صرف اور صرف پوسٹنگ کیلئے یہاں نہیں بیٹھے ہیں آپکی بھی کچھ responsibilities ہیں“۔ وہ پھر ڈپٹی کمشٹر کے تحت جو دوسرے ڈیپارٹمنٹس جیسے روایتی طور پر آج

تک آتے تھے کوئی N.E.X. چاہے وہ B&R کا ہو، چاہے لوگل گورنمنٹ کا D.A. ہو۔ چاہے دوسرا ہو۔ جب ضلع سے باہر جاتا تھا permission سے باہر جاتا تھا۔ آج week-end پر آپکے تمام آفیسران جیسے زیارت وال صاحب نے کہا کہ کوئی نہ میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ کیونکہ کوئی check and balance اُنکے اوپر ہے نہیں۔ وہ system بھی ہم کو بحال کرنا پڑیگا۔ جب تک آپکے systems نہیں بنے گا۔ individual ہر چیز کے پچھے دوڑنے سے یہ چیزیں درست نہیں ہوں گی۔ اچھے آفیسرز لے آئیں گے انکو اختیارات دینے کے لئے قانونی رکاوٹیں ڈور کریں گے۔ اُنکے اوپر check رکھیں گے۔ پھر وہ آپکو delivery بھی دے سکیں گے۔ گوڈ گورننس کیلئے یہ انتہائی ضروری ہے کہ آپ اپنے، اچھا! آپکے سیکرٹریز ہیں۔ ہر سیکرٹری منستر کے کہنے پر۔ وہ صوبے کا سیکرٹری ہے D.C. ہے وہ M.P.A کے کہنے پر جائے۔ لہذا جب تک آپ انکو صوبائی طور پر جوابدہ نہیں کروا سکیں گے اُس وقت تک وہ آپکو delivery نہیں دے سکیں گے۔ ایک منستر کا محکمہ صرف منستر تک رہے یا اُسکے سیکرٹری تک رہے، وہ delivery اُسیں نہیں ہوگی قطعاً۔ یہ ذمہ داری پھر ہمیں اپنے اوپر ڈالنی ہوگی کہ ٹھیک ہے، ہمارے لوگوں کے کام بھی ہیں، وہ کام بھی کرنے ہونگے۔ انکو بھی ہم نے delivery دینی ہوگی۔ لیکن حدود اُسیں، کچھ ہم لوگوں کو پیانا رکھنے پڑیں گے۔ کچھ حدود ہم کو رکھنی پڑیں گی۔ لامحدود نہیں کرنا پڑیں گے۔ کہ سب کچھ ہم اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ اور اسی شعلی بلوچستان بدنام ہے کرپشن میں بھی زیادہ۔ financial discipline میں سمجھتا ہوں zero کی حد تک پہنچ گیا ہے۔ جب بھی ہم گلہ کرتے ہیں یا اس ایوان میں اٹھتے ہیں یا اخبارات میں ہم دیکھتے ہیں کہ فیڈرل گورنمنٹ نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے؟ ٹھیک ہے فیڈرل گورنمنٹ کی کچھ ذمہ داریاں ہیں وہ انہوں نے کرنی ہیں۔ لیکن ہم نے اپنے ساتھ کیا کیا ہے؟ یہ بھی ہم کو check کرنا چاہیے۔ کیونکہ last N.F.C میں maximum resources کی حد تک پہنچ گیا ہے۔ جب بھی وہ Provinces کو آئے ہیں۔ فیڈرل کے پاس تو بہت کم رہ گیا ہے۔ وہ 55% تو ہم لوگوں نے سارا اپنا، معافی چاہتا ہوں ایک بات کی۔ ہم نے اپنے ”پہیت“ کیلئے سمجھ لیا ”کہ بھی! ہماری گزاروں کا لئے یہ پیسے ہم کو ملے ہیں کام اسلام آباد کرے۔“ نہیں بہت بڑا بیسہ ہے صوبے میں بہت بڑی آمدن ہے۔ اور بھی ہم کو مانگنا چاہئے اور ہم کو جدوجہد کرنی چاہئے لیکن یہ expenditure اس کو بھی درست کرنا چاہئے۔ اُس کیلئے سب سے پہلے تو planning ہو کہ ہم نے کون سے شعبے کس کیس چیز کو ہم نے سامنے لانا ہے اور کس طرح درست کرنا ہے۔ ہماری priorities ہماری developments کیا ہوں یعنی ہر ایک آدمی ہر جگہ پر

ہر طریقے سے لگا ہوا ہو اس سے over-all impact بڑا کم آئے گا۔ اور یہ گورنمنٹ بھی اُس طرح گزر جائیگی جیسے پچھلی گورنمنٹ گزری۔ پچھلی گورنمنٹ خاص کر جس کامیں بھی حصہ تھا ایسا نہیں کہ میں اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دیتا ہوں اُن کی performance تو انتہائی حد تک شرمناک حد تک خراب تھی۔ اب اُسے واپس ایک دفعہ normal میں لانا ہے۔ پھر normal سے improvement پر لی جانا یہ task ہمارے لئے اس اسمبلی کیلئے اس گورنمنٹ کیلئے بہت uphill task ہے۔ اسکو ہم ہی نے پورا کرنا ہے۔ اور صحیح اگر ہم نے نہیں کیا تو نہیں چل سکے گا۔ کب تک چلے گا۔ لہذا اکثر صاحب امیر مقصد یہ ہے کہ ساتھیوں کو اعتماد لیکر ان چیزوں کی طرف توجہ شروع کریں۔ جیسے developments priorities کامیں نے کہا اُسیں سب سے زیادہ اس وقت آپ کے صوبے کے لوگوں کی معاشی گزرا واقعات تین چیزوں پر ہے۔ سب سے بڑی potential جو ہمارے ساتھ ہے وہ mineral کی ہے اسکو ہم نے کس طرح exploit کرنا ہے۔ اور لوگوں کے مفاد میں کس طرح exploit کرنا ہے۔ پچھلے تو اس طرح ہے جو کہ لوکل کر سکتے ہیں اور پچھلے اس طرح ہے کہ ملٹی نیشنل کر سکتی ہیں۔ اُس طرف ہم کو توجہ دینی ہو گی اور اس wealth کو اگر ہم لوگوں نے صحیح طور پر explore کیا تو میں سمجھتا ہوں یہ صوبہ اپنے آپ کو نہیں بلکہ پورے ملک کو بھی چلا سکتا ہے اور امیر صوبہ بن سکتا ہے۔ آپکے پاس اتنی mineral potential ہیں اور 10th, trillion dollars ہیں اگر صحیح اسکو آپ explore کر دیں۔ اور ایسا بھی نہ کریں جیسا کہ ریکوڈ کا معہدہ ہم نے کیا۔ انہوں نے جو کاغذ رکھ دیا ہم نے دستخط کر کے دے دیا۔ بعد میں جب دیکھا صوبہ کا اُسیں کوئی خاص protection یا خاص وہ چیز نہیں تھی۔ ہمیں بھی اسکو دیکھنا چاہئے۔ جس کے ساتھ بھی معہدہ کرتے ہیں اُسکے لئے باقاعدہ international-firms ہوتے ہیں یا Consultants ہوتے ہیں۔ اور صوبے کے لوگوں کے مفادات کی خاطر ان کو ہم hire کریں یہ لوگوں کی اولین ذمہ داری ہے کہ اُنکے مفادات کا ہم لوگ خیال رکھیں۔ اور اسکے بعد آتا ہے آپکی زراعت۔ زراعت جیسا water run-away water یا flooding-water ہے جو ہو میں جاتا ہے۔ اسکو اگر ہم روکیں تو میں سمجھتا ہوں کہ آپکے روزگار کا مسئلہ بڑی آسانی سے حل ہو سکتا ہے۔ صرف سرکاری نوکریاں دینے سے روزگار کا مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ کتنے لوگوں کو آپ سرکاری نوکریاں دینے گے۔ ایک job کی آتنی ہے تو اُس پر دو، دو سو، تین، تین سو اور چار، چار سو applications ہیں۔ تو وہ ratio میں سمجھتا ہوں کوئی بھی meet نہیں کر سکتا ہے۔ اگر آپ صوبے کے بقايا وسائل بھی

سارے اُسمیں پھیک دیں۔ یہ اب اگر چند ہزار لوگوں کو ملازمتیں دے دینگے تو صوبہ بالکل ٹھپ رہیگا۔ لیکن اُسی پیسے کو اگر آپ زراعت کیلئے استعمال کر لیں۔ زراعت ایک بہت بڑا ہمارا ذریعہ ہے جیسا کہ آپکا area سب سے زیادہ، ہمارے بلوچستان میں ترقی یافتہ علاقہ آپ لوگوں کا area ہے۔ کیونکہ اُنکی گزر اوقات نہری پانی پر ہے۔ ہم ادھر لوگوں کو پانی provide کریں۔ ٹیوب ویل water بہت مہنگا پڑ رہا ہے۔ اور اس بجلی میں جو تین ، چار گھنٹے ہوتی ہے۔ اُسمیں تو زراعت نہیں ہو سکتی، آج کل باغ صرف maintain کرنا اُنکے لئے مشکل ہو گیا ہے۔ اُسکے لئے بھی اُسمیں توجہ دینا ہوگی۔ کیونکہ کچھ area وہ فصلات کیلئے اچھے ہیں اور کچھ area وہ باغات کیلئے۔ اور کل ڈاکٹر صاحب نے خود ایک بات کی کہ ہم work کر رہے ہیں کہ ٹیوب ویلز کو solar-energy کی طرف ہم لے جائیں اور اسکو بھی ہم لوگ اپنی priority بنالیں تاکہ یہ روزانہ کی لوڈ شیڈنگ سے لوگ نجح سکے کیونکہ اس ملک کی بجلی درست نہیں ہوگی۔ میاں صاحب نے تو تین سال کا وقت دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ واللہ کہ یہ تیس سال میں بھی ٹھیک نہیں ہوگی۔ کیوں جتنی آپ بنا کیں گے اُتنی ہی آپکی requirement زیادہ ہوتی جائے گی وہ gap پورا نہیں ہوگا۔ تو اس وجہ سے ہم کو خود بھی اسکی طرف توجہ دینا ہوگی۔ آپکی coal-mines ہیں بہت اچھے coals ہیں۔ اُسکے اوپر آپ power plants کا کرسوے کو بجلی provide کریں۔ پروانہیں تھوڑی سب سبیڈی پر اونسل گورنمنٹ سے اُسمیں چلی جائے لیکن لوگوں کا مسئلہ تو اُس سے حل ہو جائیگا۔ لا یوسٹاک۔ پچھلی خنک سالی سے وہ قدرت کی طرف سے تھی۔ جو خنک سالی آئی ہے، شدید ترین، جو آٹھ سال drought گزرا ہے، اُسمیں ہمارا لا یوسٹاک تقریباً تقریباً ختم ہو گیا ہے۔ ابھی واپس وہ پروان چڑھ رہا ہے۔ اُسکی طرف بھی ہم لوگوں کو توجہ دینا ہوگی۔ کہ گورنمنٹ وہاں اُس مد میں کیا مدد کر سکتی ہے اگرچہ یہ purely private کام ہے۔ سب سے آسان کام یہی ہے کہ مال مویشی اور یوٹپاٹا۔ اور ہر ایک دیہاتی کی سمجھ میں بھی آتا ہے اُسمیں بھی گورنمنٹ اُنکی کیا مدد کر سکتی ہے۔ تو یہ ہمارے معاشرے کی economical priorities تھیں۔ اور social priorities میں تو ہم لوگوں کیلئے سب سے زیادہ اس وقت ہیلتھ اور ایجوکیشن اس صوبے میں کوئی ہسپتال ہے یا perform کر رہا ہے۔ یا اس صوبے میں کوئی اسکول ہے یا perform کر رہا ہے تو وہ غلطی پر ہے۔ اربوں روپے تنخوا ہیں ہم بے شک دے رہے ہیں۔ اربوں روپے کی دوائیاں آ رہی ہیں۔ پتا نہیں کہ ہر سے آتی ہیں اور کہاں خرچ ہوتی ہیں؟ آج تک مجھے اس ایوان میں بیٹھے ہوئے پتا نہیں ہے اور پتا نہیں کس کو ہو گا؟ اس پر سب سے زیادہ توجہ دینی ہوگی۔ ٹیچر اور اُنکے آفسرز تنخواہ لیتے ہیں تو انکو ڈیوٹی بھی دینی ہوگی۔

صرف اُنکی زندگی نہیں ہے۔ ایک ٹیچر کے ساتھ میں، تمیں اور پچاس لڑکوں کی زندگیاں وابستہ ہیں۔ اگر وہ کوتاہی کرتا ہے چلو وہ اپنی کوتاہی کر لے گا، ان لوگوں کا ہم کیا کریں جنکی زندگیاں اُنکی وجہ سے خراب ہو رہی ہیں۔ اور پورا صوبہ آپکا illiterate ہو رہا ہے۔ آج آپکے interview میں لوگ آتے ہیں، کوئی short-hand available نہیں ہے۔ والا کوئی آدمی نہیں ہے۔ اسمبلی سے آپکو خود تجربہ ہو گیا ہو گا کہ کتنے لوگ ادھر short-hand drafting لے سکتے ہیں۔ یا آپکی political priorities کا کر کے صرف in-put administrative in-priority ہے۔ یہ دینا ہو گا۔ ٹیچر کو پابند بنایا جائے۔ اور اسکو open school کوئی بھی ghost-school نہ ہو۔ یہی حالت ہسپتاں کی ہے۔ مجھے اس سے پہلے ایک بھائی قلعہ سیف اللہ کا بتار ہے تھے، کہ وہاں اتنے ڈاکٹرز ہیں جو weekly basis پر ایک دوسرے کے ساتھ ڈیوٹی exchange کرتے ہیں۔ یہ صرف وہاں کا نہیں بلکہ ہر جگہ یہی حال ہے۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ آپکا کوئی BHU کھلا ہوا ہے کوئی RHC کھلا ہوا ہے، کوئی ڈپنسری کھلی ہوئی ہے۔ ڈسٹرکٹ ہسپتال تھوڑا بہت گزارہ کرتے ہیں۔ لیکن اسکو بہت improve کرنا ہو گا۔ اتنے ہم نے R.H.C's اور B.H.U's کھولے ہیں انکو فعال کرنا ہو گا۔ وہاں جن لوگوں کی ڈیوٹیاں ہیں انکو پابند کرنا ہو گا کہ وہ بیٹھیں اور ڈیوٹی کریں لوگوں کو سہولیات پہنچائیں۔ ڈسٹرکٹ اور ڈویژنل لیوں پر جو آپکے hospitals schools ہیں انکو ہم اتنا فعال کریں تاکہ لوگ پرونشل ہیڈ کوارٹر کی طرف آنے کا نہ سوچیں۔ لوگ یہی سمجھیں ”کہ بھی! ٹھیک ہے، ہمارے ڈسٹرکٹ میں ہم کو اتنی سہولیات میسر ہیں۔ لہذا ہم اسی ڈسٹرکٹ میں رہ کریں ہم خدمت کریں یا یہیں تعلیم حاصل کریں یا یہیں اپنا علاج کروائیں“ تو یہ چند گزارشات تھیں جو اس House کے سامنے ہم نے کھیں انکو سنجیدگی سے لینا ہو گا۔ میں نے کہا بارہا، بارہا، بارہا، بیچھی اسے میں تو جو لوگ ہمارے ساتھ ادھر تھے، میرے خیال میں ایسا کوئی دن نہیں دیکھا جس میں کاغذ ہم اٹھاتے اور متفقہ طور پر پاس کرتے یا پھر ایسا ایک دن بھی میں نہیں دیکھا کہ اسکے اوپر ہم لوگوں نے عمل کیا ہو۔ آج میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو باتیں آج ادھر ہو رہی ہیں، بڑی اچھی تجوادیں بھی پولٹیکل پارٹیز کی طرف سے آئی ہیں۔ ٹھیک ہے، PK MAP پولٹیکل پارٹی ہے PML پولٹیکل پارٹی ہے۔ جمعیت پولٹیکل پارٹی ہے۔ اگر واقعی ہم لوگ ایک دوسرے کو ہاتھ دے دیں۔ اور ترتیب سے اس صوبے کو ہمتر کرنا چاہیں کوئی ہمارے لئے اس میں رکاوٹ نہیں ہے ہم لوگ درست کر سکتے ہیں۔ لیکن اس کے لئے ہمیں بھی تھوڑی قربانی دینی ہو گی۔

اور گورنمنٹ کو بھی، سرکاری افسروں کو بھی اس بات کا پابند بنانا ہو گا کہ آپ کی بھی کچھ ذمہ داریاں ہیں۔

جناب اسپیکر! Thank you very much

جناب اسپیکر: شکریہ جعفر خان صاحب۔ تھوڑے میں ایوان کو بتاتا چلوں کہ دو پارٹیوں کے لیڈرز را بھی رہتے ہیں۔ انکے علاوہ باکیس کی اور request آئی ہوئی ہے وہ ہن میں رکھیں پھر ڈاکٹر عبدالمالک صاحب کو بھی موقع دینا ہے انہوں نے سمیٹنا ہے۔ تو آپ سے گزارش ہے کہ پھر اس طریقے سے آپ باکیس Speakers کی میرے پاس request آئی ہوئی ہے۔ جی زمرک صاحب! On behalf of your party.

انجیمیر زمرک خان اچکزئی: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ میں اپنی طرف سے اور عوامی نیشنل پارٹی کی طرف سے ڈاکٹر عبدالمالک صاحب کو بلامقابلہ وزیر اعلیٰ منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور امید رکھتا ہوں کہ انہوں نے الیکشن کے دوران اور الیکشن سے پہلے جو وعدے کیے تھے انکو برقرار رکھیں گے۔ کیونکہ ڈاکٹر صاحب ایک متوسط گھرانے اور طبقے سے تعلق رکھتا ہے اور ایک منحصہ ہوئے کارکن کی حیثیت سے انہوں نے بلوچستان کی خدمت بھی کی ہے۔ میں لبی تقریر نہیں کروں گا مختصر بلوچستان کے حوالے سے جو بڑے مسائل بیہاں ہمیں درپیش ہیں، ان چار نکات پر بات کروں گا اور انکی نشاندہی کروں گا۔ اور امید بھی یہی رکھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب اور ہم نے، پارٹی نے جو انکے ساتھ دیا ہوا ہے، جمہوریت کے استحکام کیلئے، صوبائی خود مختاری کے حصول کیلئے اور انکے تحفظ کیلئے اور بلوج پشتون بھائی چارے کو برقرار رکھنے کیلئے۔ اور بلوچستان کو سب سے بڑا جواہم مسئلہ درپیش ہے وہ ہے امن و امان۔ ہم نے اپوزیشن میں بیٹھتے ہوئے بھی انکے ساتھ دینے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ میں صرف امن و امان کی طرف ایک اشارہ کروں گا جو بلوچستان کو درپیش ہے۔ انکے تین پہلو ہیں۔ پہلا سماجی بدامنی دوسرا فرقہ داریت اور تیسرا مراحتکار۔ میں ایک چیز بتا دوں جناب اسپیکر! سماجی بدامنی اُسکو تو ہم صوبائی لیوں پر حل کر نیکی کوشش کر سکتے ہیں۔ اغوا برائے تاوان، ڈاکے ڈالا لوگوں کو آپس کی دشمنیوں میں الیچا کر قتل و غارت کرنا، انکو تو ہم بیہاں اگر سیرس لے لیں تو ہوم سیکرٹری۔ آئی جی صاحب۔ چیف سیکرٹری صاحب شاید اُنکو حل کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ دوسرا جو فرقہ دارانہ مسئلہ ہے اُسکو ہم اپنے عوام کے توسط سے حل کر سکتے ہیں اگر سعودی عرب یا ایران یا کسی ایسے ملک کو جو ہمارے بیہاں مداخلت کر رہا ہے یا ہمیں لڑانے کی کوشش کر رہا ہے ہم اُنکو حل کر سکتے ہیں۔ تیسرا مسئلہ ہے مذاہت کار، علیحدگی پسند۔ اس کے پس منظر پر میں تھوڑی سی روشنی ڈالوں گا اپنے سیاسی حوالے سے۔ 1970ء سے اگر ہم نیب کے دور سے اس پر روشی ڈالیں جب ہم سیاست

کرتے تھے، ہمارے اکابرین فخر افغان خان عبدالغفار خان جو انگریزوں کے دور سے لے کر ”خدائی خدمتگار تحریک“ کی شکل میں انہوں نے اپنی تحریک چلائی۔ اور اسکے بعد خان عبدالولی خان۔ اسفندیار ولی خان۔ جب ہم بات کرتے تھے 1973ء میں کہ جی! ہمیں پشتو نخوا چاہیے۔ ہمیں پشتو نوں کے حقوق چاہئیں۔ ہمیں اپنا تشخض چاہیے۔ اور جب ہم صوبائی خود مختاری کی بات کرتے تھے تو واحد ایک ہی پارٹی تھی نیب کے دور میں تمام پاکستان میں یہی کہتے تھے کہ جی! یہ پاکستان توڑنے کی بات کر رہے ہیں یہ غدار ہیں یہ روں اور انڈیا کے Agent ہیں یہی طعنے ہمیں دیے جاتے تھے بچھلے دور میں۔ لیکن میں آپ کو ایک بات بتا دوں کہ اس پانچ سالہ ذور میں جب عوامی نیشنل پارٹی نے صوبہ سرحد کو پختو نخوا کا نام دیا اور اس صوبائی خود مختاری کو جو ہم چاہتے تھے پچاس فیصد صوبائی خود مختاری اس ملک کو اگر ملی ہے تو وہ ہمارے اُن اکابرین کی کوششوں سے ملی ہے جو ہم نے یہاں کوشش کی ہے۔ تو کیا ہم غدار بن گئے؟ کیا ہم روں اور انڈیا کے Agent بن گئے؟ ہم نے یہاں پاکستان میں رہتے ہوئے اپنے حقوق کی بات کی ہے۔ تو اسی طرح اگر بلوچستان میں بھی ہوتے ہوئے عوامی نیشنل پارٹی نے پشتو نوں کی بات کی ہے، تو اسکے ساتھ بلوچوں کی بھی بات کی ہے۔ اسکے ساتھ سندھیوں کی بھی بات کی ہے۔ سرانگیکیوں کی بھی بات کی ہے اور اُن مظلوم پنجابیوں کی بھی بات کی ہے اور حقوق کی بات کی ہے پاکستان میں واحد پارٹی ہے اس نے جتنی قربانیاں دی ہیں میرے خیال میں پاکستان کی تاریخ میں کوئی ایسی پارٹی بتا دیں جو اس نے اتنی قربانیاں دی ہوں؟ آپ اگر انگریز کے دور سے لے کر باڑہ کے شہیدوں کو لے لیں۔ قصہ خوانی کے شہیدوں کو لے لیں۔ ٹکر کے شہیدوں کو لے لیں۔ اور یہاں بلوچستان میں دیکھ لیں جو لاٹی میں ہمارے کچلاک میں ہوئے ہیں۔ چیلانی خان شہید ہوئے۔ اور پانچ سال میں جو خیر پختو نخوا میں آٹھ سو سے ایک ہزار لوگوں کی جو قربانی دی ہیں، کس نے دی ہیں؟ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ ناکامی نہیں ہے، ہم نے ایک راہ دکھائی ہے اس قوم کو کہ قربانی کیا ہوتی ہے اور قربانی کس طرح دینی پڑتی ہے۔ اور اس قوم کو بچانے کیلئے آپ کو کیا کرنا پڑتا ہے۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ ”مزاحمتکار“ یہ بھی ہمارے بھائی ہیں۔ اگر یہاں میدانوں میں بیٹھے ہوئے ہیں یہ بھی اس بلوچستان کے رہنے والے ہیں۔ توبت اگر وہ حقوق کی بات کرتے ہیں، میں پاکستان توڑنے والوں کے ساتھ بھی بھی نہیں دونگا۔ اور جو پاکستان توڑنے کی بات کر رہے ہیں وہ ہم میں سے نہیں ہیں۔ لیکن یہ بات کروں گا کہ یہ جو غدار ہوتے ہیں، کیا ایک گھر میں جب غدار پیدا ہوتے ہیں یا ہم پیدا کرتے ہیں یا پیدائش ہوتے ہیں یا انکو جب حقوق نہیں ملتے ہیں وہ اپنے گھر سے بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بلوچستان میں بھی اسی طرح ہوتا ہے۔ کہ جب انکو کوئی سننے والا نہیں ہوتا ہے انکو کسی نے بھایا نہیں ہے اُن سے کسی نے dialogue نہیں

کیا ہے۔ ہم صرف اسمبلی میں اٹھ کر اور میدیا کے سامنے یہ کہتے ہوئے جتاب اسپیکر صاحب! ”کہ ہم dialogue کریں گے، لیکن ہم نے serious کسی چیز کو نہیں لیا ہوا ہے۔ بلوچستان کو اگر دیکھا جائے امن و امان کا مسئلہ۔ تو ان ”مزاجحتکاروں“ کو سننا چاہیے۔ وہ اگر پہاڑوں پر بیٹھے ہوئے ہیں، انکو dialogue، seriously اگر حل کرنا چاہیں تو بہت آسان ہے۔ وہی بات ہے جو میں نے اپنی پارٹی کے توسط سے کی کہ انکو غدار کہتے ہیں، انکو پاکستان توڑنے کے طعنے دیتے ہیں۔ نہیں، جب ہمارے ساحل و سائل پر ہمارا اختیار ہوگا۔ اور ہمارا جو گواہ ہے اُس پر ہمارا اختیار ہوگا۔ جب ریکوڈ ک پر ہمارا اختیار ہوگا۔ ہم یہاں تعلیم اور ہمیتھ کی بات کرتے ہیں۔ اُسکو حل کرنے کی کوشش کریں گے۔ تو کوئی پاکستان توڑنے کی بات نہیں کریگا۔ وہ پاکستان میں رہتے ہوئے اپنے حقوق کی بات کریں گے۔ اور امن و امان کا مسئلہ اس پر حل ہوگا۔ یہ صوبائی level کی بات نہیں۔ اس پر ڈاکٹر صاحب سے میں request کروں گا کہ جس طرح پہلے میں نے کہا۔ اسی طرح وفاق کو، اسی طرح پنجاب کو اسی میں شامل کرنا چاہیے۔ جس طرح ہمیں انہوں نے ایک mandate دیا ہے یہاں، پتوخواہی عوامی پارٹی کو، نیشنل پارٹی کو اور مسلم لیگ (ن) کو۔ اور یہ خوشی کی بات ہے کہ انہوں نے جو فارمولہ بنایا ہے ہم اُس فارمولے کے تحت اُنکے ساتھ دینے گے۔ بلوچستان کے حقوق کیلئے ساتھ دینے گے۔ کبھی بھی اس سے پچھے نہیں ہٹیں گے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) لیکن وہ وعدے پورے کرنے چاہئیں۔ یہاں ہم اگر ان چیزوں میں پڑ جائیں ”کہ جی! ہم کرپشن کی بات کریں گے، کرپشن کتنی ہوئی ہے؟“ تو جب سے پاکستان بنا ہے، حتیٰ بھی governments نی ہیں، کوئی بھی بتادیں جب وہ گورنمنٹ ہوئی ہے اور اُس پر کرپشن کے الزامات نہیں لگائے گئے ہیں؟ یہ اسلئے لگاتے ہیں کہ ہمیں آپس میں الْجَهَاءِ رکھیں۔ اور جو آمراندوار، آمراہ لوگ ہیں۔ وہ ان پارٹیوں کو بلیک میل کرنے کیلئے کرپشن کے الزامات لگاتے ہیں۔ اور ہم اپنے کاموں سے دور رہتے ہیں۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ یہ نہیں کہ پانچ سالہ دور جو ہمارا گزارا ہے وہ ایک سُر یلا اور سُنہرہ ادوار ہے۔ میں اُس حوالے سے کہتا ہوں کہ compare کرو پورے پاکستان میں کیا حالات ہیں۔ آپکے خیر پتوخواہی میں کیا حالات ہیں۔ آپکے سندھ، کراچی میں کیا حالات ہیں۔ آپکے پنجاب میں جوابی شروع ہوئے ہیں، آپ اسکو control کر لیں، میں دیکھتا ہوں کس طرح ہوگا۔ صرف بلوچستان کا نہیں۔ ایک ذاتی فعل ایک انسان کی خرابی ہوتا ہے۔ لیکن as a whole جو اس گورنمنٹ نے کی ہے۔ میں آپکو کچھ چیزیں اگر بتا دوں۔ جتاب اسپیکر صاحب! N.F.C Award! کس کی کامیابی ہے۔ جو پندرہ، بیس سال کسی کو کوئی بھی، جب اس فارمولے کو لاتا تھا۔ پنجاب اسکو Veto کر کے واپس کر دیتا تھا۔ ہم شہباز شریف صاحب کا، مسلم لیگ (ن) کا

اُس وقت کی یا پہلی پارٹی کا شکر یہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے بلوچستان کے 5.5% کو 9.5% تک بڑھایا۔ آج وہی بات ہے کہ جب آپا بجٹ پیش ہوتا تھا تو خسارے کا ہوتا تھا۔ آج ایک کھرب 80 ارب روپے کا جب بجٹ پیش ہوتا ہے متوازن بجٹ یہ کس کی کارکردگی ہے؟ پچھلی گورنمنٹ کی کارکردگی ہے۔ آپکو میں بتادوں کہ concurrent-list جب ختم ہوئی، صوبوں کے اختیارات مرکز کے پاس تھے۔ کس نے ختم کی؟ اٹھارویں ترمیم میں اُسی گورنمنٹ نے ختم کی، پچھلی گورنمنٹ نے۔ انکو حقوق دیئے۔ آپا جو اورڈر اف تھا 18 ارب روپے کا وہ کس نے ختم کیا؟ پچھلی گورنمنٹ نے ختم کیا۔ آپا سرچارج جو 1954ء سے آپکی گیس کی رائٹی، جب سے گیس لکھی ہے۔ پشتومیں ہم کہتے ہیں ”میرنی اُروز“ کی طرح آپکے ساتھ جو سلوک کرتا تھا آپکو وہ سنتھج نہیں دیتا تھا۔ آج دس ارب روپے سالانہ آپکو سرچارج مل رہے ہیں۔ یہ کس نے کیا؟ یہ پچھلی گورنمنٹ نے کیا۔ آپا گواہ، GDA کا چیئرمین وزیر اعلیٰ بتا ہے، وہ کس نے کیا؟ پچھلی گورنمنٹ نے کیا۔ آپکے ریکوڈ کو انعام، ہائی جیک کرنے کی کوشش کی گئی۔ آپکے بلوچستان کے ساحل و سائل ختم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اُس فامولے کو کس نے بلوچستان کا سرمایہ بنایا؟ پچھلی گورنمنٹ نے بنایا۔ میں یہ چیزیں اس لئے نہیں کہتا ہوں کہ نمائندگی کی ضرورت ہے، نمائندگی کر رہا ہوں۔ سردار شاء اللہ صاحب، عاصم کرد صاحب اور حاصل بننجو صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ہمارے جعفر مندوخیل نے بات کی۔ ہم اُس گورنمنٹ میں تھے ہم بلوچستان کیلئے لڑتے ہیں۔ لیکن امن و امان کا مسئلہ جب خراب ہوا ہے وہ پورے پاکستان میں ہے۔ اور فیڈرل کوچا ہے کہ بلوچستان کو ان دو چیزوں سے کس طرح نجات دلاتا ہے یہ اُسکا مسئلہ ہے۔ ہم اُس قربانی سے کبھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ ہم ہمیشہ قربانی دینگے، ہم نے ہمیشہ سامنے ہو کر اسکا مقابلہ کیا ہے۔ ہم نے بشیر بلورجیسی شہادت دی ہے۔ ہم نے میاں افتخار کے بیٹھے دیے ہیں۔ ہمارے پانچ M.P.A's وہاں شہید ہوئے ہیں۔ یہ credit عوامی نیشنل پارٹی کو جاتا ہے اس ملک کیلئے جو انہوں نے خدمات کی ہیں۔ رہی ہماری ناکامی وہ عوام خود جانتے ہیں۔ مجھے پچاس messages ملے تھے کہ جی آپ لیکشن نہ لیں۔ میرے لوگوں کو ملے تھے کہ آپ عوامی نیشنل پارٹی کو ووٹ نہ دیں۔ پھر بھی لوگوں نے ووٹ دیئے۔ یہ لیکشن کس طرح ہوئے یہ آپ بہتر جانتے ہیں۔ لیکن پھر بھی یہاں جمہوری قوتوں نے کامیابی حاصل کی اور ہمیں توقع ہے انشاء اللہ ہم آگے چل کر اور ہر چیز سے بالاتر ہو کر اس وزیر اعلیٰ کے ہاتھ مضبوط کریں گے۔ بلوچستان کے حقوق جب غصب ہوتے تھے تو جمہوری طریقے سے ہمارے اکابرین، خان عبدالولی خان، خان عبدالصمد خان شہید، میرخوٹ بخش بنجو، نواب خیر بخش مری، سردار عطاء اللہ مینگل اور نواب محمد اکبر خان بگٹی صاحب نے انکا مقابلہ کیا ہے اور انکے سامنے ڈال رہے ہیں۔

اور کسی کو اُس پرسودا بازی کی اجازت نہیں دی تھی۔ جناب اپیکر صاحب! میں یہ باتیں اسلئے، صرف ان چیزوں پر متوجہ ہونے کی کوشش کر رہا ہوں کہ سب سے بڑے مسئلے ہمارے یہی ہیں۔ ہیاتھ، امجدیشن، چھوٹے ٹرانسفرز، پوسٹنگز، یہ تو ہم بیٹھ کر، وزیر اعلیٰ خود اپنی پالیسی بنائیں اور خود سب کو بتا دیں کہ کس طرح کرنا ہے وہ خود بہتر جانتے ہیں ان کو میری نصیحت کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن ہماری پارٹی کے حوالے سے، جمہوریت کے حوالے سے اور امن و امان کے حوالے سے جو آج ہم تباہی کے دہانے پر کھڑے ہیں، اُس کو حل کرنے کے لئے کیا طریقہ کریں گے؟ کیونکہ عوام کو وہ چیزیں چاہئیں جو ان کی protection ہو۔ اُنکے بیٹوں کی ہو، انکی بیٹیوں کی ہو، ہماری ماڈل اور بہنوں کی ہو۔ سب سے بڑا مسئلہ ہمارے لئے یہی ہے، ہم رات کو اپنے گاؤں نہیں جاسکتے۔ ہم اپنے مریض نہیں لاسکتے ہیں۔ ہم کسی کا علاج نہیں کرو سکتے ہیں۔ ہم تعلیم حاصل نہیں کر سکتے۔ یہ اسمبلی اگر سونے سے بھردیں لیکن میری اور میرے بچوں کی زندگی کو تحفظ نہ ملے تو میں نے اُس سیاست اور اُس جمہوریت کو کیا کرنا ہے۔ ہمیں تو یہ چیزیں چاہئیں۔ ہمیں انکو سننا چاہیے۔ سب بیٹھ کر اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کریں گے۔ آخر میں یہ بھی کہوں گا کہ ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ہمارا مکمل تعاون رہے گا۔ چاہے میں ایک مجرم ہوں اور میری پارٹی یہاں موجود ہے ہمارے کارکن ہیں۔ ہماری جو حیثیت ہے میں انشاء اللہ انکے ساتھ تعاون کی کوشش کروں گا آخر میں اس شعر پر اپنی تقریبی ختم کروں گا۔

اغيار خو وائي دا ڏ دوزخ ڙبه ڏ

زه به جنت له ڏ پشتو سره خم

بڑی مہربانی۔

جناب اپیکر: thank you۔ سید رضا صاحب! آپ اپنی پارٹی کی نمائندگی کریں۔ ابھی تک اور پارٹیوں کی نمائندگیاں ہو رہی ہیں۔ نہیں، ابھی رہتے ہیں رضا صاحب! رضا صاحب! آپ اپنی پارٹی کی نمائندگی کریں، سب کو موقع دیں گے۔ کریم نوшир وانی صاحب! آپ سے پہلے چوپیں requests آپکی ہیں۔

Rضا صاحب! Please, the Floor is with you.

سید محمد رضا: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ شکریہ جناب اپیکر! سب سے پہلے میں اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے ڈاکٹر مالک صاحب کو بہت بہت مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ وہ unopposed منتخب ہوئے ہیں۔ Chief Minister Balochistan Leader of the House ہماری طرف سے ان کو بہت زیادہ مبارک ہو۔ اور امید کرتے ہیں کہ وہ بلوچستان کے عوام کی امیدوں

پر پورا اُتریں گے۔ اور جتنے بھی یہاں اقوام ہیں، جو صدیوں سے ساتھ رہ رہے ہیں۔ اُنکو ساتھ لیکر چلیں گے انشاء اللہ۔ جناب اپسیکر! جب ہم بات کرتے ہیں law and order situation کی۔ جب ہم بات کرتے ہیں writ of the government کی۔ اور جب بھی ہم بات کرتے ہیں horrible, horrible experience of the last good-governance کہندہ تو five years, which suddenly strikes our minds.

نام کی کوئی چیز تھی۔ نہ ہی good governance کی۔ good کو the government چھوڑ دیں وہ governance کی کوئی چیز نہ تھی۔ اور law and order situation جو آپ کے سامنے تھی، وہ سب کے سامنے ہے۔ لاشیں گرتی رہیں، خون بہتار ہا، کسی کو یہ تکلیف یا زحمت اٹھانے، کسی نے یہ زحمت بھی نہ اٹھائی کہ کم از کم ایک بیان ہی جاری کر دیتا۔ فاتحہ یا ایسی چیزیں تو بہت دور کی بات ہیں۔ بلکہ ہمیں طعنے سننے کو ملے۔ اور mocking-and-joking comical-remarks کے اب بچے بچ کی زبان پر ہیں، وہ سب آپ کے سامنے ہیں۔ تو امید کرتے ہیں کہ آئندہ انشاء اللہ جوئی حکومت بنی ہے، جس کے لیڈر ڈاکٹر مالک صاحب ہیں جو ایک غیر متنازعہ شخصیت ہیں وہ سب کو ساتھ لیکر چلیں گے۔ اور law and order good-governance کی ایک اچھی مثال قائم کریں گے۔ رہی بات write of the government کی اور situation کی اور MPA بھائی نے کہا کہ بلوچستان کا کریں گے۔ ہمارا تعادن بہر حال، ہر حال میں انکے ساتھ رہیگا۔ ابھی ایک ایک فرقہ واریت کا مسئلہ ہوتا تو یہ دو طرفہ ہوتا۔ یہ گھلمن گھلا دھشتگردی ہے۔ ایک طرفہ کارروائی ہے۔ ایک خاص گروہ اپنا version اور style of living، اسکا منہب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کوئی تعلق نہیں ہے۔ ultimately he would be killed تو already we have taken oath. Let's take next day. another oath. That we will promote, peace, harmony, temporality کریں گے peace and humanity values here. امن۔ کیونکہ جب سے میں سُن رہا ہوں صرف امن کی باتیں ہو رہی ہیں۔ یہاں ہر کوئی امن و امان کی بات کر رہا ہے۔ باقی سارے مسائل اپنی جگہ لیکن امن و امان کا مسئلہ ایسا ہے جو کہ ہر ایک کی زبان پر ہے۔ بہت اچھی بات کی مولانا صاحب

نے یہاں کہ جب بڑے بڑے لوگ چیسے کہ۔۔۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: میں ایک گزارش کر رہا ہوں۔ میں اپنے ہاتھوں سے اپنا ڈپٹی اسپیکر چیئرمین پر دٹھا کر جا رہا ہوں۔ یہ monopoly نہیں ہونی چاہیے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) اس موقع پر جناب ڈپٹی اسپیکر صاحب کری صدارت پر ممکن ہوئے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)
میر عبدالقدوس بنجمو (ڈپٹی اسپیکر) مہربانی۔

سید محمد رضا: آپ کی اجازت سے۔ کہ جب سردار شاء اللہ صاحب جسمی خصیت کی فیملی محفوظ نہ ہو تو پھر کسی اور کے بارے میں یہ سوچنا ہی محال ہے کہ وہ اپنی مرضی سے اپنی زندگی گزار سکتا ہے۔ جناب اسپیکر! اور بات جو میں صراحت کے ساتھ یہاں بیان کرنا چاہوں گا کہ بعض کا عدم تنظیموں کی طرف سے آئے دن یہ بیان جاری ہوتا ہے ”کہ نامعلوم مقام سے ایک بندے نے ٹیلیفون کیا اور یہ یہ باتیں کیں“، سیپلاٹ کے اس دور میں کیا کسی ریاست کیلئے نامعلوم کا لفظ یا یہ اصطلاح عجیب مضمکہ خیز نہیں لگتی؟ آج کے اس دور میں کہ جب پچ، گوگل اور ٹیکسکی پہنچ میں ہے اور وہ ایک ایک چیز دیکھ سکتا ہے۔ تو کیا اسکو ہم اپنے اداروں کی نالائقی نہ سمجھیں کہ وہ trace-out نہیں کر سکتے ہیں یا پھر انکو واقعی کھلی چھوٹ دے دی گئی ہے کہ وہ جو کچھ کریں حق بجانب ہیں۔ اور ایک اور چیز کہ They have got the liscence to kill. جب کسی خاص شخص یا ادارے کی کسی کوتا ہی کی نشاندہی ہو جناب اسپیکر! اسکا مقصد خداخواستہ نہیں کہ وہ غدار ہے۔ ہمیشہ ماضی میں یہ ہوتا رہا ہے کہ جب کبھی کسی شخص یا ادارے یا کسی کی کوتا ہی کی نشاندہی کی گئی تو اس سے یہ مراد گئی ہے کہ یہ گروہ یا جس نے یہ بات کی یہ غدار ہے یہ ریاست کے خلاف ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے ہمیں distinguish کرنا چاہیے۔ اب ہمیں یہ فیصلہ کرنا چاہیے کہ غداری کا یہ label جو ہم لگاتے رہتے ہیں مختلف گروہوں پر، مختلف سیاسی پارٹیوں پر اب اسکو ختم ہو جانا چاہیے۔ الحمد للہ ہم سارے پاکستانی ہیں۔ یہاں سب نے As a Pakistani حلف اٹھایا ہے۔ اللہ کے فضل سے یہاں کوئی غدار نہیں ہے۔ ہاں ہو سکتا ہے کہ کوئی بعض پالیسیوں سے ناراض ہو۔ جو ہمارے بھائی جو خاص پالیسیوں سے ناراض ہوں انکو dialogues کے ذریعے جمہوری process میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ میں زیادہ ثانیم نہیں لونگا آخر میں میں یہ کہوں گا کہ سردار شاء اللہ زہری صاحب کی فہم و فراست کی اگر میں یہاں تعریف نہ کروں تو یہ اُنکے ساتھ زیادتی ہو گی۔ جس طرح انہوں نے قربانی دی اس ہاؤس کیلئے اس صوبے کیلئے اور خصوصاً اُنکے ساتھ جو حادثہ پیش آیا تھا اُنکے باوجود انہوں نے انتہائی صبر و تحمل اور فہم و فراست کے ساتھ جس طرح سارے معاملات کو چلایا

وائقی وہ قابل تعریف ہیں۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ انشاء اللہ In the long run, he will continue this. اور ایک دفعہ پھر ڈاکٹر مالک صاحب کو بہت زیادہ مبارکباد ہو نیک تمناؤں کے ساتھ۔ اللہ حافظ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہاں نام تو بہت زیادہ ہیں، میرے خیال میں اگر ہر پارٹی سے ایک ایک بندہ۔ ایک پارلیمانی لیڈر میرے خیال میں ایک پارٹی فردوں M.P.A's کوئی اگر number-wise اگر ہم جائیں تو بہت زیادہ ہیں۔ بس انشاء اللہ۔

ڈاکٹر حامد خان اچخزی: جناب اسپیکر صاحب نے کہا تھا کہ لیڈر ان دس، دس۔ پندرہ، پندرہ منٹ بات کریں گے باقی تمام حضرات پانچ، پانچ منٹ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی بالکل بات کریں آپ لوگوں کا حق بتا ہے۔ یہاں آئے ہی اسی لئے کہ ہم اپنی رائے دیں اور علاقے کے مسائل کے بارے میں ہم قائد ایوان کو گوش گزار کر دیں۔ لیکن ٹائم کی کمی ہے قائد ایوان کو تیاری کر کے وہاں حلقہ برداری میں جانا ہے۔ تو kindly آپ بیٹھ جائیں۔

ڈاکٹر حامد خان اچخزی: پارلیمانی لیڈر زبھی بولیں گے اور ہاؤس کے جو ممبران ہیں وہ بھی بولیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی جی حُسم اللہ۔ پھر میں نمبر وائز جاؤں گا۔ اگر آپ proper طریقے سے اسکو چلائیں گے تو بہتر ہو گا۔ میر عبدالکریم نو شیر و افی صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔ محمد اکبر آسکانی صاحب

take the floor

جناب محمد اکبر آسکانی: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ جناب اسپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کی اجازت دی۔ میں سب سے پہلے ڈاکٹر عبدالمالک صاحب کو قائد ایوان منتخب ہونے پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اور ساتھ ساتھ یہ بھی امید کرتا ہوں کہ آپ بلوجستان کے عوام کیلئے خدمت کریں گے اور بلوجستان کے موجودہ حالات کو تصحیح کر، درپیش مسائل کو حل کرنے کی کوشش کریں گے۔ جناب اسپیکر! اس لیکن کے دوران نواب شناء اللہ ہری کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا ہم اسمبلی میں بیٹھ کر اسکا ذرا نہیں کر سکتے ہیں مگر اس بڑے ظلم کی بھرپور نہیں کرتے ہیں۔ اور ہم اپنے قائد پر خخر کرتے ہیں کہ آج اس ہمت، بہادری اور اس حوصلے کے ساتھ بلوجستان کی بہتری کیلئے بہت کچھ قربان کر دیا۔ یہ جذبہ اور ہمت نواب صاحب کی دیکھ کر خوشی محسوس ہو رہا ہے کہ یہ تمام قربانیاں انہوں نے بلوجستان کے عوام کیلئے دیں۔ جناب اسپیکر! آپ بخوبی علم ہے کہ اس وقت بلوجستان جل رہا ہے۔ خاص کر امن و امان کے حوالے سے میرے حلقة کی بھی یہی صورتحال ہے۔ وہاں امن ہے نہ پینے کیلئے پانی۔ لوگ وہاں پینے کے پانی

کیلئے ترس رہے ہیں۔ اور وہاں پڑھنے کیلئے اسکول ہے نہ بخال اور نہ صحت کی سہولیات۔ وہاں لوگ بنیادی انسانی حقوق سے محروم ہیں۔ ہمیں ڈاکٹر صاحب کی مکمل مدد کی ضرورت ہوگی۔ تاکہ ان مسائل کو مل بیٹھ کر حل کر سکیں، شکریہ۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)

جناب ڈپٹی اسپیکر: میر عبدالکریم صاحب! kindly آپ بیٹھ جائیں آپ کی باری آ جائیگی آپ کو موقع دیا جائیگا، آپ سارے نمبر پر انشاء اللہ آ جائیں گے۔ اور اسمبلی کا جو وقار ہے اسکو pursue آپ کریں مہربانی۔ آپ kindly Chair پر بیٹھنے سے پہلے میں نے request کی تھی کہ میں قائد ایوان صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ تو مجھ سے یہ ہو گیا میں نے مبارکباد نہیں دی جو پہلے بیٹھ کر یہ کرنا چاہیے تھا۔ میرا حق بتا تھا تو میں اس Chair پر بیٹھ کر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نے جو منصب اور جو ذمہ داری آپ کو دی ہے اسیں ہم آپ کی مدد بھی کریں گے۔ مہربانی۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)
سردار محمد اسلام بزنجو صاحب!

سردار محمد اسلام بزنجو: thank you اسپیکر صاحب! سب سے پہلے میں ڈاکٹر صاحب کو قائد ایوان منتخب ہونے پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس امید کے ساتھ کہ بلوچستان کے جو حالات ہیں وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ نیشنل پارٹی اور ڈاکٹر صاحب پر ایک بہت بڑی ذمہ داری آن پڑی ہے۔ وزارت اعلیٰ پھولوں کی بیچ نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں ہر قدم پر کافی مشکلات ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کو ایوان کے تمام دوستوں کی حمایت کی ضرورت ہوگی۔ جس طرح دوستوں نے فرمایا یقیناً وہ ڈاکٹر صاحب کا ساتھ دینے گے۔ اور اس ایوان میں میں سمجھتا ہوں کہ جن دوستوں نے امن و امان کے حوالے سے باتیں کیں، یقیناً بلوچستان میں اس وقت سب سے اہم ایشوامن و امان کا ہے۔ سردار شاء اللہ کے ساتھ جو واقعہ پیش ہوا۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ صرف ان کے ساتھ ہوا ہے بلکہ ہم سب کو ایک indication دی گئی ہے۔ جو پارلیمانی سیاست کریگا، جو یہاں اسمبلی میں حقوق کی بات کریگا ہر آدمی اسکی زد میں آئیگا۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ سردار شاء اللہ سے طاقتور کوئی اس ایوان میں بیٹھا ہو، اور وہ محفوظ نہیں ہو سکتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہاں بلوچستان کا کوئی بھی ایم پی اے یا کوئی بھی یہاں وزیر بنے گا، وہ اس سے محفوظ ہوگا۔ اس کیلئے ہمیں سرجوڑ کروشیں کرنی پڑیں گی تاکہ یہاں بلوچستان میں امن کا ماحول پیدا ہو۔ ڈاکٹر صاحب! وزیر اعلیٰ تو آپ بن گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو وزیر اعلیٰ کا مزاد ہوگا وہ اس صوبے کی پالیسی ہوگا۔ بلوچستان میں جو burning-issues ہیں، law and order کے حوالے سے، جیسے اس پر

ہمارے دوستوں نے کافی باتیں کیں۔ اس وقت law and order کے علاوہ ہمارا جو اہم مسئلہ ہے، ہمارے بلوچستان کی آبادی کا زیادہ تردار و مدار زراعت پر ہے۔ اس وقت بلوچستان میں بجلی نہ ہونے کے برابر ہے۔ کوئی شہر کو چھوڑ کر ہمارے دیکھی علاقوں میں دو گھنٹے بجلی بھی مہیا نہیں ہے۔ وہاں لوگ تو زراعت کو بھول گئے ہیں لیکن وہ پینے کے پانی کیلئے بھی محتاج ہیں۔ اور آئے دن زمیندار سڑکوں پر نکلتے ہیں روڈ بلاک کرتے ہیں، فریاد کرتے ہیں۔ آپ پیشیں، مستویگ، قلات، خضدار ہر جگہ جائیں، خاران میں اکثر لوگوں کا رونا دھونا اسی پر ہے ”کہ جی بجلی نہ ہونے کے برابر ہے“، ہم نہیں کہتے ہیں کہ بجلی کا مسئلہ پورے پاکستان میں نہیں ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر آپ لاہور میں، آپ کراچی میں چودہ گھنٹے بجلی دیتے ہیں، ہمیں چار گھنٹے تو دے دیں۔ آپ کو پتا ہے کہ ایک گھنٹہ کی بجلی میں کیا زمینداری ہوگی؟ اور آئے دن کیسکو والے آکر لوگوں کی بجلی کاٹ دیتے ہیں۔ آپ لوگ بجلی ایک گھنٹہ دیتے ہیں۔ لوگ کہاں سے آپ کو بل دے دیں؟ کس چیز کا بل دے دیں؟ یا تو کیسکو ہمیں اجازت دے دے یا حکومت پاکستان ہمیں اجازت دے دے کہ جی ہم زراعت جو بھی کریں ہماری مرضی۔ اس ڈیڑھ گھنٹہ میں صرف ڈوڈا کاشت کرنا۔ گندم، چاول تو نہیں ہوگا۔ یا تو ہمیں اجازت دے دیں یہی ڈیڑھ گھنٹہ میں ہم ڈوڈا کاشت کر کے اپنی گزر بسر کریں۔ بلوچستان کا اس وقت اہم issue یہی ہے بجلی کا مسئلہ جو پاکستان میں ہے اسکا آدھا حصہ ہمیں دے دیں۔ اگر لاہور میں 8 گھنٹے دیتے ہیں ہمیں 4 گھنٹے دے دیں۔ اگر وہاں 12 گھنٹے دیتے ہیں ہمیں 6 گھنٹے دے دیں۔ اس پر ڈاکٹر صاحب کو خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہوگی۔ اور حالانکہ بلوچستان گورنمنٹ کیسکو کو سیسیدی بھی دے رہی ہے۔ زمیندار bills بھی دے رہے ہیں۔ فیڈرل گورنمنٹ بھی دے رہی ہے۔ لیکن پھر بھی جو سلوک یہاں بلوچستان میں ہو رہا ہے۔ اور سارے پاکستان کی بجلی کا 7% بلوچستان میں آتا ہے۔ جبکہ پنجاب یا باقی صوبوں کی لائی میں جو fault ہوتا ہے اُسکے برابر بھی نہیں ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب اس پر بھی خصوصی توجہ دے دیں۔ آغاز حقوق بلوچستان کے نام سے پچھلی گورنمنٹ میں یہاں بہت شور شرابا ہوا ”کہ جی! ہم نے بلوچوں کو آغاز حقوق بلوچستان کیلئے اتنی ملازمتیں دی ہیں“، آغاز حقوق بلوچستان کا مسئلہ جس وقت وزیر اعظم ہاؤس میں پیش ہو گیا ہم بھی ادھر تھے۔ ہم نے اس وقت شور مچایا کہ یہ جی آغاز حقوق نہیں ہے یہ جھوٹ ہے یہ ایک fraud ہے۔ ہمارے ٹیچروں کی جو پوٹیں ہیں، آپ وہی ہم کو دے رہے ہیں جبکہ آپ بولتے ہیں ”کہ وہ بلوچستان کا کوئی نہ ہے“، جو ہمارے بلوچستان کی ملازمتوں کا ہمارا جو حصہ بتا ہے وہ آپ ہمیں دے دیں۔ ہم آپ سے foreign-services میں ملازمتیں مانگتے ہیں۔ ہم آپ سے

واپڈا میں مانگتے ہیں۔ آپ سے PIA میں مانگتے ہیں۔ آپ وہی پوٹیں جو ہماری خالی ہیں، ہمیں دیکھ آغازِ حقوق بلوچستان کا ڈھنڈورا کر رہے ہیں۔ اس پر بھی ڈاکٹر صاحب کو خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ یہاں مسئلہ ہے اس پر کافی حد تک ہمارے نوجوان جوڑگری ہاتھ میں لیے پھر رہے ہیں، انکو کم از کم کچھ نوکریاں مل جائیں گی۔ ریکوڈ کا مسئلہ، یہ بلوچستان میں زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ پچھلی گورنمنٹ میں ہم نے نواب اسلام رئیسانی صاحب سے گزارش کی تھی کہ مہربانی کر کے ریکوڈ کا جو مسئلہ ہے اسکو آپ اپنے اوپر یا اپنی کابینہ کے اور پر ڈال دیں۔ اس پر آپ پورے بلوچستان کی تمام parties کو invite کریں۔ آپکے civil-society میں، آپکے Professors ہیں، آپکے Doctors ہیں، آپکے Engineers ہیں، آپکے Media کے دوست ہیں، سب کو بلا کیں سب کیلئے کھانا کریں۔ کوئی وہاں سے Consultant hire کریں۔ اُن سے پوچھ لیں تاکہ وہ ہمیں Briefing دیں۔ شمر مبارک، اُسکو دیا گیا ”کہ جی! آپ بلوچستان کی ریکوڈ چلا کیں“، وہ اسلام آباد میں بیٹھا ہوا ہے۔ لاکھوں کروڑوں روپے کی اُس نے گاڑیاں خریدی ہیں۔ وہاں اسلام آباد کے لوگوں کو appoint کیا گیا ہے بلوچستان کا کوئی نہیں ہے۔ وہاں بیٹھ کر ہمارے پیسے خرچ کر رہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب پہلے دن سے، جب وہ حلف اٹھائیں گے اُسکے بعد یہ کریں کہ شر صاحب سے بلوچستان والوں کی جان چھڑایں۔ اور اسکو Civil Society کے حوالے کریں تاکہ اس مسئلے پر اچھی خاصی بحث و مباحثہ ہو۔ اور جو بلوچستان کے مفاد میں ہے، جو لوگ بولتے ہیں، کم از کم اُس پر عملدرآمد کیا جائے۔ ترقیاتی کام۔ پاکستان میں چار صوبے ہیں۔ تین صوبے حقیقی بھائی ہیں ایک سو ٹیلا جس کو میں بلوچستان کہتا ہوں۔ گزشتہ 62 سالوں سے، بلوچستان آدھا پاکستان ہے رقبے کے لحاظ سے، وہ کہتا ہے ”کہ بلوچستان اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے اس صوبے کے ترقیاتی کام کرے“، بھتی! کس طرح ہوگا؟ 62 سال سے آپ نے کچھ نہیں دیا۔ ابھی آپ بولتے ہیں یہاں roads نہیں ہیں، بجلی نہیں ہے یا ہسپتاں کا مسئلہ ہے۔ اسکو لوں کو۔ دنیا کی کوئی ایسی جو ضرورت کی چیزیں ہیں جو بلوچستان کو ملی ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ اگر تین بھائی یہ فیصلہ کریں کہ ہم اپنے ایک سال کا ترقیاتی بجٹ پورے پاکستان کا بلوچستان پر لگائیں، بلوچستان اُنکے برابر آیا گا۔ پھر آ کر ہم سے برابری کی بنیاد پر بات کریں۔ ورنہ پھر ہم یہی سمجھتے ہیں کہ بلوچستان آپ لوگوں کا سو ٹیلا بھائی ہے آپ لوگ تین سے گئے بھائی ہیں۔ اس حوالے سے ہمیں اسکو لینا چاہیے تاکہ اگر بلوچستان، اُس وقت پاکستان کے دوسرے صوبوں کے برابر ہو سکتا ہے۔ پنجاب، سندھ، خیبر پختونخواہ اپنے ترقیاتی بجٹ اگر پورے نہیں دیں ایک سال کا آدھا کم از کم بلوچستان کو دے دیں تاکہ بلوچستان اُن

کے برابر آ سکے۔ اور اسکو ہمیں ہر فورم پر اٹھانا چاہیے۔ ملازمتوں کے کوٹے پر، ڈاکٹر صاحب! یہ بڑا ہم issue ہے۔ ہمارے نوجوانوں کا خاص کریم مطالبہ ہے کہ ہمارے جو کوٹے کے حساب سے بلوچستان میں پچھلے ادوار میں جو ڈپٹی کمشنز یا کمشنز رہے ہیں انہوں نے یہ کام کیا ہے اپنی families کے لوگوں کو بلوچستان کا ڈو میسائل بناؤ کے دیا۔ اس وقت اسلام آباد میں اگر کچھ بلوچستان کے نام پر ادھر ہیں تو وہ بلوچستان کے لوگ نہیں ہیں وہ سارے پنجاب کے ہیں وہ D.C. وغیرہ کے بیٹھے ہیں، ان Secretaries کے بیٹھے ہیں جو یہاں سے ڈو میسائل لے کر وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور ہمارے جو حقوق ہیں جو بلوچستان کی ملازمتوں کا کوئی نہ ہے اُس پر انہوں نے ڈاکٹر ڈالا ہوا ہے۔ اس پر ایک تحقیقات کرائی جائے کہ یہ لوگ کون ہیں جو ہمارے صوبے کا کوٹہ ہر سال لیکر چلے جاتے ہیں؟ یا تو گورنمنٹ نہیں دینا چاہتی ہے فیڈرل گورنمنٹ بہانہ کرتی ہے۔ یا ان لوگوں کا کھون لگانا چاہیے ہمیں ”کہ بھتی! وہ کون ہیں جو بلوچستان کی ملازمتوں کا حصہ لیکر اسلام آباد میں بیٹھے ہوئے ہیں“ اور جب انکو بولا جاتا ہے ”کہ جی! آپ لوگ آ کر بلوچستان میں کم از کم ایک سال تو گزاریں“ اُس کیلئے بھتی وہ تباہیں ہیں۔ پچھلے ادوار میں کوشش کی گئی جو بلوچستان کے نام پر، جو لوگ وہاں ملازمت کر رہے ہیں۔ انکو کم از کم بلوچستان کے علاقوں میں بھیجا جائے۔ میرے خیال میں کوئی نہیں آیا۔ انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ سفارشیں لڑائیں تا کہ وہ بلوچستان نہیں آ سکیں۔ آخر میں کیونکہ وقت بہت کم ہے، وزیر اعلیٰ صاحب نے حلف بھی لینا ہے۔ ہمارے دوست بھی کچھ بولنا چاہتے ہیں۔ آخر میں میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ جو ذمہ داری ڈاکٹر صاحب کے کندھوں پر ڈالی ہے، اللہ تعالیٰ انکو سیکھیں کامیاب کرے۔ اور یہ بھتی میں ڈاکٹر صاحب سے گزارش کرتا ہوں اگر مرکزی حکومت نے یا افواج پاکستان نے law and order کے حوالے سے اگر تعاون نہیں کیا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہاں وزیر اعلیٰ رہنے کا ڈاکٹر صاحب کو اور ہمارے دوستوں کو وزیر رہنے کا کوئی حق نہیں ہوگا۔ السلام علیکم۔۔۔ (ڈیکٹ بجائے گئے)

جناب ڈپٹی اسپیکر: kindly time کی پابندی کریں تاکہ زیادہ اسپیکر ز صاحبان بول سکیں۔

جی حامد اچنڈی صاحب!

Take the floor please!

ڈاکٹر حامد خان اچنڈی: بڑی نوازش Mr.Speaker کے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے تو ڈاکٹر صاحب کو اس بھاری بھر کم بوجھا پنے کندھوں پر لینے کیلئے مبارکباد دیتا ہوں اور انکو یہ assurance کہ میں بذاتِ خود اور پشتونخوا می پارٹی اسکی مکمل support مدد کر گی۔ جناب اسپیکر! ہماری ناخاندگی، پسماندگی، دہشتگردی، اُنکے دعوایں ہیں۔ ایک یہ ہے اردو+پاکستان=اسلام۔ اور اسلام+اردو=پاکستان۔

اور ہمیں لوگ دھوکہ دے رہے ہیں کہ یہ جناح صاحب کی زبان ہے۔ یہ اسلام کی زبان ہے۔ جناب! میوند کے غزوہات کے بعد جب انگریز نے ہم پر قبضہ کیا۔ تو ہماری مسجد اور مرد ر سے سے پشتو کو نکال دیا۔ فارسی اور عربی اُسمیں ڈال دی۔ ہم فارسی بول سکتے ہیں نہ عربی اور نہ سمجھ سکتے ہیں۔ اسکوں میں اردو اور انگریزی ڈال دی۔ وہ تو آپ کو اندازہ ہے کہ جب پٹھان اردو بولتا ہے لوگ کیا کہتے ہیں۔ نہ ہم نے انگریزی۔ انگریزی، اردو، فارسی اور عربی پڑھ لکھ سکتے ہیں لیکن سمجھ نہیں سکتے ہیں۔ اور پشتو سمجھ سکتے ہیں، بول سکتے ہیں۔ اور پڑھنے لکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ لیں یہ ہماری گزارش ہے کہ براہوئی، بلوچی، پشتو اُنکو جازت ہو، آزادی ہو کہ اپنی مادری زبان میں تعلیم حاصل کریں۔ یہ ڈاکٹر صاحب سے ہماری گزارش ہے۔ دوسرا یہ جناب والا! بہت سا پانی سر سے گزر چکا ہے کہ Government by the Army, for the Army, asked the Army. اس کیلئے جناب والا! ہمارے اکابرین نے سینکڑوں سال قبل بانی دی ہیں۔ اور اسکے بعد ہر فوجی جرنیل جب آیا ہے۔ جیسا کہ زیارت وال نے کہا کہ اُسکو 14 سال قید با مشقت، 7 اکتوبر کا واقعہ، پشتوں آباد کا واقعہ، ہمارے شہداء۔ لیکن ہم اس مارشلائی، اسکے آمروں کا حصہ نہیں بننے ہیں۔ اور خدا مہربان ہے، ہم بڑے شکر گزار ہیں۔ اور پورے ایوان کو مبارکباد دیتے ہیں کہ ہماری ان قربانیوں، ان شہیدوں، ان جیلوں کے نتیجے میں سپریم کورٹ آف پاکستان کے 9 ججوں نے یہ فیصلہ سنایا۔ 2 فروری والا! مارشل لاء جو مشرف صاحب کا تھا۔ اُس کیس میں، کہ ایوب خان، یحییٰ خان، ضیاء الحق اور مشرف صاحب آئین سے بغاوت کے مرتكب ہوئے ہیں جو کہ پاکستان سے خداری کے برابر ہے۔ ہمیں آج تک سیاست کے کسی عدالت نے دودن کی سزا بھی نہیں دی ہے۔ جناب والا! and order law کی بات ہو رہی ہے۔ کس کو نہیں پتا کہ کچلاک میں، کوئی میں، گلستان میں، چمن میں یہ لوگ وہاں کیمپوں میں ہیں۔ طالب تو ہمارے سر آنکھوں پر۔ وہ تو ہمارے مدرسے میں سبق پڑھتا ہے۔ مسجد چلاتا ہے۔ ہم اسکو support کرتے ہیں۔ وہ ہمارا قلب کا حصہ ہے۔ وہ طالب علم ہے۔ دوسرا طالب، کالج کا، یونیورسٹی کا۔ لیکن یہ 40-50 سالہ جس کو نہ الف، ب پڑھنا آتا ہے نہ کوئی زبان لکھ سکتا ہے نہ پڑھ سکتا ہے اسکو بھی طالب کا نام دیکر جو حرکتیں ہو رہی ہیں وہ and law order کے مرتكب ہو رہے ہیں۔ دوسری بات جناب والا! میرا ایک professional colleague ہے، غازی غلام جمال، وہ جزل جمال دار کا بیٹا ہے۔ بھٹو صاحب کی کاپینہ میں تھا۔ وہ نیشنل اسمبلی میں بول رہا تھا ”کرجی! ہمارے وہ جو ہم دیلی فتح کروانا چاہتے تھے، قبائل کے نام سے یا کشمیر فتح کروانا چاہتے تھے یا ہم پاکستان کیلئے اسکو استعمال کرتے تھے۔ انکو خارجی دہشت گردوں کے حوالے کیا ہے۔ وہ اپنے گھروں میں محصور

بیں۔ اسلئے وہ آزادی سے چل پھر نہیں سکتے، تمام یہ سات یا یکجنبیوں کے لوگ۔ جناب والا! اور باقی جورہ گئے ہیں وہ ڈیرہ اسماعیل خان اور پشاور کے کیمپوں میں ہیں۔ تو یہ سپریم کورٹ کا فیصلہ آج اُسکی وجہ سے یہ جمہوری قوتیں برسا اقتدار رہی ہیں۔ اور وہ آمر جو اس third majority Two وزیر اعظم کو انکے ساتھ جوڑا مے کیے۔ جو واپس بھیجا۔ انکو سیکورٹی والوں نے اسلام آباد ائمہ پورٹ پر تھپڑ بھی مارا۔ وہ آج پھر وزیر اعظم بن گیا ہے۔ اور اسکے بعد انشاء اللہ یہ جو developments ہو رہی ہیں۔ یہ ایک دن میں نہیں ہوں گی۔ یہ شاید ہم، ڈاکٹر صاحب پانچ سال میں بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ لیکن جب یہ دہشتگردی، جہالت، بندوق اور جیلوں اور اسکا معاملہ ٹھنڈا پڑ جائیگا، پھر ہم بھی انشاء اللہ الرحمن کسی سے پیچھے نہیں رہیں گے۔ اور law and order کے متعلق آپ سے request کرتے ہیں، یہ جو شاہراہیں ہیں قلعہ عبداللہ، منگر، مستونگ اور کنگری، ان پر law and order کا بھی، ان پر کسی کی جان اور مال محفوظ نہیں ہیں۔ یہ سب ان لوگوں کے کرتوت ہیں، جو ہم لوگ آپسمیں بیٹھ کر کہتے ہیں ”کہ پتا نہیں کون کر رہا ہے؟“ یہ پتا نہیں کون کر رہا ہے کو، یہ ڈاکٹر صاحب سے request کرتے ہیں کہ جی آپ اسلام آباد جا رہے ہیں۔ یہ پتا نہیں کون کر رہا ہے۔ اس سے بلوچ، پشتوں کی جان خلاصی کرادیں۔ اور یہ جو فرقہ واریت کی بات ہے۔ میں نے اُس دن بھی کہا تھا ہم اسکے خلاف ہیں۔ اور ہر قسم کی دہشتگردی کے پشتوخوا ملی عوامی پارٹی خلاف ہے۔ لیکن یہ عجیب فرقہ واریت ہے کہ پنجابی، یہ اچھی بات ہے کہ پنجابی شیعہ مسلمان ہے، کروڑوں کی تعداد میں ہیں پنجاب میں۔ سندھ کے one third یا آدھے لوگ شیعہ ہیں وہ مسلمان ہیں۔ اور بیچارہ بپھان اور افغان یا ہزارے کے نام پر جو شیعہ ہیں، یہ کافر ہیں۔ یہ بھی وہ لوگ کر رہے ہیں ”کہ جی! پتا نہیں کون کر رہا ہے؟“ ڈاکٹر صاحب! اس سے جان خلاصی کراؤ بھئی۔ یہ جو انگوبراۓ تادان ہے۔ یہ جو highway-dacoits ہیں۔ تو اسکے بدلتے میں انکو کالی گاڑیاں، بندوقیں اور ایک کارڈ دکھا دیتے ہیں۔ میں گلستان عنایت اللہ کاریز کا رہنے والا ہوں۔ جی درجنوں small-factories ہیں حشیش تیار کرنے کی۔ crystal بن رہا ہے جناب والا! یہ جو طاقتور آدمی ہوتا ہے اُسکو ہم کہتے ہیں سوائے کورکمانڈر کے اُس سے ہم نے بات نہیں کی ہے۔ ”کہ جی پتا نہیں کون control کر رہا ہے؟“ یہ ”پتا نہیں کون control کر رہا ہے؟“ یہ حشیش اور crystal، کائل صاحب کو ہم نے اتنا بے اختیار بنا دیا ہے کہ وہ آگے آگے، ہیر و ن، انیون اور حشیش کے کاشت کر دہ گروہ ساتھ ساتھ ”یہ میرا ساتھی ہے اسکا برباد کرو، اس نے میرے پیسے دیئے ہیں مفت برباد کرو“۔ تو جب ہم

کرنل صاحب سے ڈھنگردوں کے ہاتھ دے کر یہ خدمت لیں گے، جناب والا! ڈپی کمشنز ہمارے ضلعے میں دو تین، نام نہیں لوں گا۔ بغیر کاغذوں کی گاڑی پر جب اُسکو واپنے لیویز والوں نے بے عزت کی تو ڈپی کمشنر صاحب آئے اور چیف سیکرٹری سے کہا کہ بھی! اسکیورٹی نہیں ہے۔ اُسکو سزا کے طور پر شامی علاقہ جات تھیج دیا۔ دوسرے سے کہا کہ بھی اگر نوکری کرنی ہے کرو ورنہ واپس چن چلے جاؤ۔ تو جب آپ ملک میں ڈھنگر دی ریاست encourage کریگا عوام کا یہ حال ہوگا اور بیورو کریٹ کا یہ حال ہوگا۔ تو پھر اللہ ہی حافظ ہے۔ ابھی جو تبدیلیاں آئی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب سے ایک اور request ہے developments کیلئے، کہ بھی بھلی تو ہم اپنے وسائل سے بھی پیدا کر سکتے ہیں۔ گیس ہے، کولنہ ہے انکو encourage کیا جائے۔ یہ چشمہ ژوب ٹرانسپریشن لائن کیلئے خدمات وہ ہمارے ساتھ کریں۔ اور In the last but not the least یہ ہماری جو highways ہیں کوئی چمن، کوئی قلات، ژوب میر علی خیل، کچھ ہر نانی اور لور الائی کنگری۔ دس دس سال سے ان پر کام بھی نہیں ہو رہا ہے ہمارا اگر یکچھ بر باد ہو رہا ہے، ہم request کرتے ہیں ڈاکٹر صاحب سے کہ وہاں اس level پر یہ این ایجے کے involve کرتے ہیں کسی اور کو involve کرتے ہیں۔ یہ کافی دس پندرہ سالوں سے اس پر بن نہیں رہے ہیں۔ ہم جب دوسرے صوبوں میں جاتے ہیں پنجاب میں جاتے ہیں کراچی جاتے ہیں تو اللہ خیر کرے یہ دودو گلو میٹر کے، چھ مہینے کے بعد تیار ہو کر لوگ اُن پر سفر بھی کرتے ہیں اور کراچی کی، تمام اے پی ڈی ایم کی پارٹیوں نے ایم کیو ایم کو ڈھنگر دفتر دے کر لندن کا نفرس میں اُسکو نہیں گلا یا۔ جناب وہی جو 12 میگی کا واقعہ تھا جو انسانوں کا شکار نہیں ہوئے دن بُلائے کیا۔ اور ادھر مشرف کے خلاف یہ کہہ رہا تھا کہ دیکھی عوام کی طاقت۔ یعنی عوام کی طاقت اُس نے اس طرح define کیا کہ بچاں سماں ہی سیاسی کارکنوں کو مارے، اُسکا ابھی تک پتا نہیں چلا کہ یہ کون کر رہا تھا کیسے کر رہا تھا۔ اور وہی ڈھنگر تنظیم تمام پشتوں کو کثیر کوئی کون کر رہا ہے۔ اُنکے اشاروں پر بینناہ پشوون جو کسی تنظیم کے نہیں ہیں۔ irrespective ہے جو پتا نہیں کون کر رہا ہے۔ اُنکے اشاروں پر بینناہ پشوون جو کسی تنظیم کے نہیں ہیں۔ اور پشتو نخوا کا ہے اے این پی کا ہے جمعیت کا ہے انکو مارتے بھی ہیں اور انکی investigations اور قاتل کا پتا نہیں چلتا ہے۔ جس طرح حاجی غلام جمال نے کہا تھا۔ ایک دن نواب صاحب بھی کہہ رہے تھے یہ اپنی تقریر میں 12 سو اس قسم کے مشران، جس طرح ہم اس اسمبلی کے ممبران ہیں، انکو وزیرستان اور یہ ساتھ کی ایجنسیوں میں قتل کیا گیا اُنکے قاتل کوئی پتا نہیں ہے۔ جب ہم اپنے عوام کو crush کرنے کیلئے باہر سے لوگ لا سیں گے اُن پر حکومت کرنے کیلئے، شاید سپریم کورٹ کے اس فصلے سے اور اس حکومت کے بننے سے ان چیزوں سے ہماری زندگی کچھ آسان ہو گئی۔ اور یہ اسٹاد کو مارنا۔ اُس

دن مجھے کوئی کہہ رہا تھا کہ کم از کم Phd's 100 ہماری اس یونیورسٹی سے چلے گئے ہیں۔ جب Phd's 100 چلے جائیں گے ٹیچر کا سر محفوظ نہیں ہوگا۔ وہاں سفر کرنے کیلئے وہ محفوظ نہیں ہوگا۔ آباد کار محفوظ نہیں ہونگے۔ بلوج کا سر اور مال محفوظ نہیں ہوگا۔ قلات، خاران، مکران اور سیلہ میں پشتوں کے سر اور انکا مال محفوظ نہیں ہوگا تو ہمیں یہ شک پڑتا ہے کہ جی پتہ نہیں کون کر رہا ہے؟ وہی یہ پشتوں بلوج مسئلے پیدا کرنے کا مرتكب ہو رہا ہے۔ تو مجھے امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب ان تمام چیزوں کو اپنے فکر اور اپنی سوچ میں رکھ دیں اس صوبے کیلئے اس پشتوں بلوج بھائی بندی کی جو بنیاد ہے نیشنل پارٹی کے بھائی نے، نواز مسلم لیگ کے بھائی نے، پشتو نخوا ملی عوامی پارٹی کے اکابرین نے رکھی ہے۔ اسکو اور آگے بڑھانے کیلئے ہم سب کو، تمام ساتھیوں سے request کرتا ہوں کہ ہم سب ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر کے خواہ ہزارہ ہے آباد کار ہے پشتوں ہے بلوج ہے اُسکے سر اور مال کی حفاظت کیلئے ہم ایک، یہ پھر repeat نہیں ہونا چاہیے یہ میں request کرتا ہوں اس گورنمنٹ سے کہ پانچ، چھ سو بندے کوئٹہ شہر کی پانچ گلیوں میں دن دیہاڑے بھی رات میں بھی مر جاتے ہیں اور اُسکے چھ ہزار پانچ ہزار پنج عورتیں minus 9 temperature minus 8 temperature میں اس ظلم کا مرتكب بچھلی گورنمنٹ کی غفلت سمجھیں یا جو کچھ بھی سمجھیں جس نے پشتوں بلوج کو دنیا میں بدنام کیا ہے۔ اس بدنامی سے بچانے کیلئے ہم سب کو ہاتھ میں ہاتھ ڈالنا چاہیے۔ تھوڑی ہلکی پھلکی بات بھی ہونی چاہیے یہ ملا واسع صاحب mind کرجائیگا۔ اسپیکر صاحب نے کہا ”کہ دس سال کا اقتدار“۔ یہ چالیس سال سے اقتدار میں ہیں جناب! Thank you very much, much obliged.

جناب ڈپٹی اسپیکر: kindly time کی پابندی کریں۔ میر عبدالکریم نوшیر وانی صاحب!

میر عبدالکریم نوшیر وانی: پاکستان ہماری جان ہے سب سے پہلے پاکستان ہے۔ جناب اسپیکر! میں قائد اور فخر بلوجستان جناب ڈاکٹر عبدالمالک صاحب کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں ساتھ ساتھ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب! پاکستان ہو یا بلوجستان خالی چہروں سے سمجھ گیا system نہیں بدلتا ہے۔ 1947ء سے لیکر ابھی تک اس اسمبلی میں کافی چہرے آئے ہیں۔ نیشنل اسمبلی یا پراؤشنل اسمبلیوں میں۔ مگر changes نہیں آئے ہیں sir۔ اگر اس صوبے میں changes لانا چاہتے ہو تو یہ سڑے ہوئے جو کہ 1947ء سے اس ملک پر لا گو ہیں، انکو آپ مہربانی کر کے ختم کریں۔ بلوجستان کی جو اس وقت صورتحال ہے جو situation اس وقت لوگوں کو درپیش ہے، یہ خود بخود جناب ختم ہوگی۔ اب تو پرانے

system کے اندر چلے آ رہے ہیں۔ یہ میری ایک suggestion ہے۔ دوسرا بلوجستان میں آپ ایک change لائیں، پولیس کے اندر ایک change لائیں، میشیا کے اندر ایک change لائیں۔ یورو کریٹ میں بھی ایک change لائیں۔ ہمیشہ اس بلوجستان اسمبلی میں ہم رہے ہیں، یہ چھٹی دفعہ ہے کہ میں آیا ہوں، آپ مہربانی کر کے یورو کریٹ کے اندر سفارش بند کریں۔ پولیس کے اندر، لیویز کے اندر میرٹ پر آپ لوگوں کو لے آئیں۔ لوگوں کو جب میرٹ کے اندر آپ لاٹیں گے تعینات کریں گے ڈسٹرکٹس میں تو 50% crime کم ہوگا۔ ڈپی کمشنز جو ہے آپ مہربانی کریں سفارش آپ نہیں سنیں۔ چاہے آپ کپی اپنی پارٹی ہو چاہے ہم ہوں چاہے ہمارے ساتھی جو بیٹھے ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب! بلوجستان میں اگر آپ امن اور شانتی چاہتے ہیں تو سیاسی ہاتھ یورو کریٹ کے اندر سے آپ نکال دیں اور وعدہ کریں ”کہ میں سیاسی ہاتھ کو نکالوں گا یورو کریٹ کے اندر اور پولیس اور لیویز کے اندر“ پھر جا کر آپ ایک منزل تک پہنچ سکتے ہیں۔ sir آج ہم نے آپ کو پھولوں کے نہیں کانٹوں کے ہار پہنانے ہیں۔ اس وقت ہمارے صوبے کے جو حالات ہیں یہ کانٹوں کے ہار ہیں ہم نے آپ کو پہنانے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اگر changes آپ لاتے ہیں تو یہ کانٹوں کے ہار پھولوں کے ہار میں تبدیل ہوں گے۔ پولیس میں آپ ایک مہربانی کریں آپ کے بلوجستان میں اچھے، لائق اور ایماندار آفیسرز ہیں لیکن بد قسمتی سے ہمیشہ سفارش کی وجہ سے انکو گھٹا لائیں میں لگاتے ہیں۔ جو duffer ہیں انکو آگے لاتے ہیں۔ وہ کچھ نہیں کرتے ہیں sir۔ آپ کے اچھے ایس پی، اچھے ڈی ایس پی ہوتے ہیں۔ یہاں تک اگر ہوسکا تو آپ اپنے صوبے سے ڈی آئی جی منتخب کریں جو آپ کے لائق آفیسرز ہیں اس صوبے میں انکو آگے لائیں انکو ذمہ داری سونپیں پھر دیکھیں تماشہ کہ صوبے میں امن ہوتا ہے کہ نہیں۔ 1947ء سے لیکر آج تک ہم نے صرف اس صوبے میں سیاسی آگ یورو کریٹ کے اندر ڈالی ہے اور لیویز اور پولیس کے اندر ڈالی ہے پھر بھی سمجھ گیا آج تک ہمیں فائدہ نہیں ملا ہے sir سوائے نقصان کے۔ آج ہم عہد کریں ہمارے سارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں آپ مہربانی کریں انتظامیہ امور میں یا یورو کریٹ کے اندر انکو free-hand دے دیں چیف سیکرٹری صاحب کو آپ free-hand آفیسر ہم لے آتے ہیں، سفارش کرتے ہیں۔ پھر انکو ہم سیاسی طور پر استعمال کرتے ہیں ایس پی اور ڈی آئی جی کو سیاسی طور پر استعمال کرتے ہیں، رسالدار لیویز کو سیاسی طور پر استعمال کرتے ہیں۔ انتقام لیتے ہیں اس صوبے کے اندر کیونکہ ہم نے دوٹ لیا ہے۔ ہم یہ نہیں دیکھتے ہیں کہ دوٹ تو اپنی جگہ مگر علاقت میں امن و شانتی لوگوں کو دینی ہے یا انکا حق بتتا ہے۔ آپ مہربانی کریں میری چند گزارشات ہیں۔ میں بھٹوم رحم

کے ساتھ ایک سال رہا ہوں۔ میں سنئر ہوں sir۔ میں آپ سے سیاست میں بھی سنئر ہوں۔ میں آپ کو suggestion دیتا ہوں کہ اگر آپ انتظامیہ کے اندر changes لائے تو بلوجستان کی حالت خود بخود بدلتے گی۔ جناب قائد ایوان صاحب! ایک اور بھی suggestion میں آپکو دونوں گاہوں کے بلوجستان ایک زرعی نسماشیں لائے اسلام آباد تک پہنچ چکی ہے، آپ مہربانی کریں دادو لائن سے اوستہ محمد سے ڈائریکٹ لائن آپ خضدار لے آئیں۔ اس لائن کے ملاؤ سے آپکے بلوجستان میں بھلی کی قطعی کوئی لوڈ شیڈنگ نہیں ہوگی یہ آپ نوٹ کریں sir یہ ضروری ہے۔ دوسرا گزارش آپ سے یہ ہے کہ اس وقت امن و امان کی جو ہم صبح سے باقی کر رہے ہیں اسکا سہرا آپکے سر پر ہے، جہاں آپ جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا تعاون آپکے ساتھ رہے گا۔ مگر changes آپکو لانے ہیں انتظامیہ کے اندر پولیس کے اندر لیویز کے اندر۔ ایک اور بھی بات یاد رکھنا sir کہ ڈیپٹی شیپیش پر لوگ اسلام آباد سے آتے ہیں سوائے چیف سینکڑی کے وہ ٹھیک ہے باقی آپکے سینکڑی صاحبان ہیں انکی ڈیپٹی شیپیش پر آنا اس کو مہربانی کر کے آپ بند کریں، بلوجستان کے جتنے لوگ ہیں قبل لوگ ہیں brilliant ہیں انکو آپ موقع دیں بلوجستان کی خدمات سر انجام دینے کیلئے وہ تیار ہیں sir۔ پولیس کے اندر reshuffling کریں۔ بیس سال سے ایک ایسیں ایچ ایک تھانے میں بیٹھا ہوا ہے وہ کیا crime کو کرتا ہے؟ موقع دو ایسے اچھے ایسیں ایچ اوز کو۔ انکو موقع دو changes اور reshuffling کر دو انتظامیہ پولیس میں لیویز میں۔ پھر آپ جا کر کامیاب ہونگے یہ کاٹوں کا ہار ہم نے آپ کے گلے میں ڈالا ہے میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپکو کامیاب کرے۔ آپ ایک ورکر ہیں ایک common man ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ اگر آپ نا کام ہو گئے تو ہم لوگ سارے common men ہیں ہم پھر نا کام ہونگے اور پھر یہاں law and order کا مسئلہ بن جائیگا۔ آپکو اللہ نے موقع دیا ہے اور آپ ایک نیک نیت آدمی ہیں اور آپ کامیاب ہونگے۔ پاکستان زندہ باد بلوجستان پاکندہ باد۔ والسلام۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ ڈاکٹر شمع اسحاق صاحب!

ڈاکٹر شمع اسحاق: شکریہ جناب اسپیکر صاحب کہ ہمیں موقع ملا۔ ہم تو سمجھ رہے تھے کہ شاید ہمیں موقع ہی نہیں ملے گا کیونکہ سب پارلیمانی لیڈران، بدمقتو سے کوئی خاتون پارلیمانی لیڈر نہیں ہے۔ تو اس وجہ سے بس میں دو تین باتیں ہی کرو گئی ہمیں بھی احساس ہے کہ time بہت کم ہے۔ جناب اسپیکر! پہلے تو میں اپنے قائد، اپنے لیڈر ڈاکٹر عبدالمالک صاحب کو بہت مبارکباد دیتی ہوں بلکہ صدقہ دل سے

مبارکباد دیتی ہوں کہ واقعی اُنکا تعلق ایک middle-class سے ہے۔ اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ بلوچستان میں پہلی بار ایک middle-class شخص وزیر اعلیٰ بنے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالمالک صاحب کا تعلق کچھ مکران سے ہے، اور کچھ مکران کی سر زمین نے اور بھی ایسے بہت سے بلوج پیدا کیتے ہیں۔ جیسے عبدالباقي بلوج جو یہاں پارلیمنٹریں بھی تھے، فلاسفہ بھی تھے، رائٹر بھی تھے اور انکو سننے کیلئے لوگ بہت دور دور سے آتے تھے اور جب اُنکی speech ہوتی تھی تو لوگ اُسے بہت غور سے سنتے تھے۔ اور ایسے ہی عطا شاد مرحوم بھی ہیں ان کی شاعری سے کون واقف نہیں ہے؟ کہ ”میری زمین پر ایک کٹورا پانی کی قیمت سو سال وفا ہے“، جناب اسپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ تبدیلی کا آغاز ہو چکا ہے، ڈاکٹر عبدالمالک کی شکل میں۔ اب یہاں بلوچستان کے جو حالات ہیں۔ جیسے سب بات کر رہے ہیں لاءِ ایڈ آرڈر ہے، بیروزگاری ہے، غربت ہے، مسخ شدہ لاشیں ہیں۔ اغوا برائے تاداں ہے۔ اور جو سیاسی قیدی ہیں اُنکی باعزت بازیابی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ڈاکٹر عبدالمالک صاحب کے پاس اللہ دین کا چراغ تو نہیں ہے کہ وہ اُسکو رگڑیں گے تو جن حاضر ہوگا اور وہ یہ کہیں گے کہ یہ سب کچھ ہو جائے۔ لیکن جب انسان کا خمیر زندہ ہو اور وہ باشمور ہو، اور اُسکے دل میں یہ عہد ہو کہ مجھے یہ سب کچھ کرنا ہے اپنے بلوچستان کیلئے، تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ سب چیزیں مشکل نہیں ہیں۔ کیونکہ پانچ سال میں جو کچھ ہم نے کھویا ہے، وہ سب کے سامنے ہیں۔ ان پانچ سالوں میں ہم سب نے دیکھا کہ ہمیں یہ سب کچھ ملا، مسخ شدہ لاشیں، اغوا برائے تاداں، بیروزگاری، غربت یا بجلی اور پانی کا مسئلہ، یہ ان پانچ سالوں میں ملا۔ جناب اسپیکر!

آپ سے ایک اور request بھی ہے کہ اسکا احتساب بھی ہونا چاہیئے۔ ان پانچ سالوں میں جو کچھ بھی ہوا یہاں بیٹھے ہوئے ہمارے جو پارلیمنٹریں ہیں انکو پینتیس سے اُٹھیں کروڑ روپے ملتے تھے۔ اُنکا احتساب بھی ہونا چاہیئے کہ بلوچستان پھر بھی اتنی غربت اور بیروزگاری کا شکار ہے۔۔۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) جناب اسپیکر صاحب! میں یہ کہوں گی بقول شاعر: ”بدن چاہے گا دیکھتے دیکھتے یہ عبد خرابی یہ عہدِ ستم، مٹا کر اندر ہیروں کا نام و نشان اُجالوں کی بستی بسانیں گے ہم“ لیکن جناب اسپیکر!

ہم سب کو ایک team کی مانند کرنا ہوگا۔ مولانا واسع صاحب جو ابھی میں سمجھتی ہوں کہ اپوزیشن لیڈر کا ایک کردار ادا کریں گے۔ وہ تقید برائے تقید نہیں بلکہ تقدیم برائے تغیر کریں گے کیونکہ وہ جب سے اس اسمبلی میں آئے ہیں، وہ ہمیشہ حزب اقتدار کی کرسیوں پر ہی بیٹھے رہے ہیں۔ میرے خیال میں پہلی بار، زندگی میں پہلی بار وہ یہاں اپوزیشن کا role ادا کریں گے تو میں سمجھتی ہوں وہ ہمارا ساتھ دینگے۔ کیونکہ وہ ہمیں اچھے

طریقے سے جانتے ہیں، کہ ہم نے کبھی ضمیر کا سودا نہیں کیا ہم نیشنل پارٹی ان لوگوں میں سے ہیں جو ہمیشہ اپنے ضمیر کی آواز سنتی رہے ہیں۔ انہوں نے اپوزیشن کی کرسیوں کو پُچھا ہے اقتدار کا لامبی جانہوں نے کبھی نہیں کیا ہے۔ اسکی شکل میں ڈاکٹر عبدالمالک صاحب موجود ہیں ہمارے ساتھ۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) اسکے بعد میں سردار شاء اللہ صاحب کو بھی بہت appreciate کرتی ہوں۔ اُنکی باتیں جب میں نے سُنیں تو مجھے یہ لگا کہ واقعی وہ ایک بہت باضمیر شخص ہیں اور انہوں نے اپنی سرداریت اور اپنی نوابیت سب کچھ ایک طرف رکھ کر، اتنی بڑی قربانی کے باوجود انہوں نے یہ کہا کہ ”میں نے بہت بڑی قربانی دی ہے اپنے بچوں کی شکل میں بلوچستان کے لوگوں کی شکل میں، یہ میرے لیئے ایک بہت معمولی بات ہے“ یہ بہت بڑی بات ہے۔ میں سردار صاحب کو بھی دل کی گھرائیوں سے بہت مبارکباد دیتی ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! تاریخ بہت کڑوی ہے۔ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ جس طرح آپ نے دیکھا کہ جزل پرویز مشرف نے وزیر اعظم نواز شریف کو پابند سلاسل کیا تھا۔ آج وہ خود چک شہزاد، اپنے ہی محل میں پابند سلاسل ہیں۔ انہوں نے یہاں بلوچوں سے بھی یہ کہا ”کہ میں بلوچوں کو ایسے hit کروں گا کہ انہیں پتا ہی نہیں چلے گا“، اور انہیں ملے دکھاتے تھے۔ آج خود مٹھیاں بھیجن رہے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ 65 سالوں کا استھصال مخلوقیت نظر اندازی اتنی جلدی ڈور نہیں ہو سکتی۔ لیکن اگر ارادے پُرعزم ہیں اور خلوص نیت ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ بلوچستان میں جتنی بھی بیروزگاری ہے، غربت ہے، law and order کی situation ہے انشاء اللہ تعالیٰ ایک تبدیلی ضرور آئیگی۔ کیونکہ نیشنل پارٹی جمہوریت کے اصولوں پر یقین رکھتی ہے بلکہ کامل یقین رکھتی ہے۔ سیاسی جماعتوں ہوں، پیشہ و رانہ افراد کی تنظیمیں، ذراائع ابلاغ، تدریسی ادارے، اساتذہ، طلباء، سماجی بہبود کی تنظیمیں، اور رسول سوسائٹی sir یہ سب اس زمرے میں آتے ہیں کہ ہم ان سب کو اپنے ساتھ ملا کر چلیں۔ آخر میں صرف ایک مثال میں دوں گی کہ اگر ایک سانپ جب زندہ ہوتا ہے تو وہ ہزاروں چیونیوں کو نگل لیتا ہے لیکن جب وہ سانپ مر جاتا ہے تو ہزاروں چیونیاں اُسکو کھا جاتی ہیں۔ بہت شکر یہ۔ (ڈیک بجائے گئے)

جناب ڈپٹی اسپیکر: بہت مہربانی۔ ڈاکٹر رقیہ ہاشمی۔ Please take the floor.

ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ شکر یہ جناب اسپیکر! میں آج نواب شاء اللہ

زہری صاحب کو اسمبلی کے فلور سے اس الیکشن سے پہلے جو انگریز ساتھ بہت بڑا سانحہ ہوا ہے میں دی لی تعریف پیش کرتی ہوں۔ میں آج منتخب وزیر اعلیٰ جناب ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ کو دل کی گھرائیوں سے مبارکباد دیتی ہوں کہ وہ صوبے کے متفقہ وزیر اعلیٰ بنے ہیں۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میر جان محمد جمالي صاحب کو اپیکر اور آپ کو ڈپٹی اپیکر منتخب ہونے پر میں مبارکباد دینا چاہتی ہوں میں چونکہ پچھلی دفعہ یہاں نہیں تھی تو آپکو اپیکر دونوں کو مبارکباد دیتی ہوں۔ اور میں راحت بی بی کو بھی بہت مبارکباد دیتی ہوں جو اس وقت یہاں نہیں ہیں وہ بھی جناب وزیر اعلیٰ صاحب کو مبارکباد اس حوالے سے بھی ہے کہ انہوں نے ہمارے صوبے کو درپیش challenges جو پچھلے پانچ سال یادِ سال سینٹ میں جو بلوچستان کے challenges کو انہوں نے اپنی آواز سے سینٹ کے ایوانوں میں بولتے رہے ہیں، اور جس طریقے سے انہوں نے نشاندہی کی ہے اُن challenges کو جس طرح قبول کیا ہے میں ڈاکٹر مالک صاحب کو مبارکباد دیتی ہوں کہ اُن challenges کو عملی طور پر عملی جامہ پہنانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اب میں کچھ نشاندہی نہیں کرنا چاہو گی کہ میرے بہت سے معزز ارکان نے تمام issues پر بات کی ہے۔ اس وقت سب سے زیادہ دو تین challenges کی بات کرو گئی سب سے پہلے امن و امان کا مسئلہ ہے۔ دوسرا معاشرتی مسائل ہیں۔ تیسرا معاشی مسائل۔ جب معاشرتی مسائل اور معاشی مسائل اکٹھے ہو جاتے ہیں تو پھر سماجی مسائل جنم لیتے ہیں۔ اگر ان سب کی میں تفصیل میں جاؤں تو جناب اپیکر! بہت زیادہ وقت لگے گا۔ میری دعا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے جس challenge کو قبول کیا ہے اُسے اللہ کا میاب کرے اور یہاں ایک خاص law and challenge کا میں خاص طور پر ذکر کروں گی۔ اور وہ مسئلہ ہمارے order کا ہے۔ جس کے تیجے میں پچھلے چند برسوں سے ہزاروں معصوم بیگناہ جانوں کا ضیاع ہوا ہے۔ جناب اپیکر! میں ایک عورت ہونے کے حوالے سے آپکے توسط سے اس ایوان کو یاد دلانا چاہتی ہوں کہ ان معصوم بیگناہ لوگوں کے قتل سے بیشمار بہنیں، ماںیں اور بیٹیاں بے شہار اور بے آسرا ہو چکی ہیں۔ ایوان کو یہ یاد دلانا چاہتی ہوں کہ ہر ماں کا ڈکھ ایک ہوتا ہے اس سے قطع نظر اس ماں کی مادری زبان کیا ہے۔ ماں بیشک بلوچی زبان کی ہو، بر اہوئی زبان کی ہو، پشتوزبان کی

ہو، فارسی زبان کی ہو، سندھی زبان کی ہو یا ماں پنجابی بولتی ہو یا اردو۔ ہر ماں کا دُکھ ایک جیسا ہوتا ہے۔ ہر ماں کے آنسو ایک طرح کے ہوتے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے وزیر اعلیٰ صاحب! کہ ان ماوں، بہنوں، بیٹیوں اور بیویوں کے دُکھ دار پر توجہ دیں اور اس challenge کو سب سے اول رکھیں تاکہ آپکو ماوں، بہنوں، بیٹیوں اور بیویوں کی دعا حاصل ہو اور ایک کامیاب وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے اپنے صوبے کی راہنمائی کر سکیں۔ ہمارا صوبہ ہر شعبے میں ترقی کر سکتا ہے جناب وزیر اعلیٰ صاحب! میں آخر میں پھر تمام نو منتخب نئے چھرے جو اس اسمبلی میں آئے ہیں انکو بھی دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ کہ ہم یک آواز ہو کر ایک دوسرے کا درد سمجھ کر اور بلوچستان کے معاشی سماجی جو حالات ہیں اگر ہم ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے بیٹھ کر انکو حل کرنے کی کوشش کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ ڈاکٹر عبدالمالک اور اسکی کامیابی کی سربراہی میں اُسکے دوستوں اور ایڈمنیسٹریشن کی سربراہی میں یہ صوبہ ترقی کرے گا۔ Thank you very much. جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ڈاکٹر صاحبہ۔ سمینہ خان!

Mrs . Samina Khan: Thank you Mr.Speaker Sahib. According to the situation I extend my immense congratulation to Dr.Abdul Malik Baloch, being elected unopposed Leader of Awan and Chief Minister for the province. And hope he will enjoy his powers in a positive way and I pray for his great success. And besides this I do mention Nawab Sanaullah Zehri's generous decisions which he made for the people of province according to the norms of province, conditions and terms and hope that we all work in a team with Dr.Abdul Malik Baloch against the every challenge we confronting. And I here again pay regard to Nawab Zehri for his strongness, for his couragenous, he faced a big, huge loss during the election campaign in which he lost his braved son, younger brother, nephew. But inspite of this loss he composed himself and participated in election campaign and turned party into a leading position in the province.

And again made a generous decision for the province. So as much as he will be appreciated for this decision it's less. And here I will come to the main issue of the province which we are facing is the law and order situations, insecurity in the province which caused of militant forces and I think militant forces and our anger brothers come in this situation, why? it is because of assassination of Nawab Bugti. So we can't ignore these. And I hope Dr.Abdul Malik as he has got as much success in the province, across the province, not even in Baloch but amongst the Pushtoon belt on account of has he been spent against the establishment. And I hope he continue this consistency for law and order situation and bring their anger brothers around the table and way composit dialogues with them to bring peace in province. And as we go to the development issues again we stopped by the law and order situations as our displaced persons need comebacked to the province. While we make development for the people and first we bring people back in the province for making development. As the development issues I think mentioned turn by turn every Members of Parliament but I slight touch of issues as I don't go briefly or in detail but the main, main three departments of our related to development health, education and communication. So education is the most important department, as without education we can move in any society and it is the vital figure for any democracy process. So I don't go through many details, but I just request that we may registered few more Universities in province as we have only one University in the province. And other, now a days we almost got collapsed our education department, so special scholarships programme may be provided to deserving students for M.Phil and Phd programmes that we could himself or our own degree holders to cope with the educational issues. And other, health is also required extension of

district level hospitals and as well as health centers should be facilitated on Tehsil level even to U.C. level that people get make excess U.C. to their nearest health centers. And our people are dying on account of unavailability of purification of waters, purified waters. So I think it is needed to purification water plants being planted place to place across the province and other communication problems which is the big problem of the province. As our province is big area relation to our population and when we go we move to place to place spend our more time, it is very time consuming for us. So when we had got metalic roads across the province in these way we can save our time and we will give this time to our other issues. And Dr.Abdul Malik Sahib! again I hope about our main three projects Gwader, Recodic and Sandak. And in these Gwader Project we also need contribution of our MNA's and there are many genius and expert MNA's we have, such like Mehmood Khan Achakzai, General Qadir Baloch along others. So I hope we take necessary steps on the Gwader Projects that we get control of these projects in our own hands because it is a right and it is also the big issue of our millitant force, our anger brothers and as well as Recodic and Sandak projects are also needed us to control and should be taken in our own hands. Or atleast even profit on the both projects more than more percent should be taken to the province for their development works. Over all I hope our all Parliamentarians, our all coalition Stakeholders, we spend in a Unit alongwith Dr.Abdul Malik Baloch and I hope our Opposition Leader Maulana Abdul Waseh Sahib that he will guide us under his great experiments and avoid our criticism of our government business. Over all, I don't take more time, over all we are facing more and more challenges, but we are with you our C.M. Sahib! and spend in a Unit with you through all the challenges, face all the

challenges. And again congratulate to C.M. Dr.Abdul Malik Baloch, pay regard to Nawab Zehri Sahib and great thanks to you Honourable Speaker. Thank you, take care.

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ محترمہ۔ وقت کی پابندی کریں۔ اور پارلیمنٹی لیڈر صاحبان کو چاہئے کہ وہ وقت کی speeches. ڈھنڈا Please take the floor!

جناب سنتو ش کمار: ڈاکٹر صاحب! سب سے پہلے میں آپ کو اس ایوان کا قائد ایوان منتخب ہونے پر اپنی طرف سے اور اقلیت برادری کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ہم مسلم ایگ (ن) کے قائد میاں نواز شریف اور صوبائی صدر چیف آف جھالا و ان نواب ثناء اللہ خان زہری کی قیادت میں انشاء اللہ بلوچستان کی ترقی و خوشحالی اور امن کیلئے آپ کے شانہ بشانہ رینگے۔ ڈاکٹر صاحب! کل آپ نے جو اپنی ایک statement دی تھی اقیمتی برادری اور خاص کر ہندو کمیونٹی کے حوالے سے، اسکے لئے میں آپ کا شکر گزار ہوں اور رات پورے بلوچستان سے ہندو کمیونٹی کی میرے پاس ٹیلیفون آتے رہے ”کہ ڈاکٹر صاحب نے جس ہمدری کا ہمارے ساتھ اظہار کیا ہم امید کرتے ہیں کہ آج سے ہماری کمیونٹی سکھ سے رات کو سو سکے گی“۔ شکریہ جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: سرفراز بگٹی صاحب! Kindly take the floor.
میر سرفراز احمد گٹی: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ شکریہ جناب اسپیکر! میں دل کی گہرائیوں سے ڈاکٹر عبد المالک بلوج صاحب کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ آج بلوچستان کی تاریخ میں پہلی بار ایک متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والا سیاسی کارکن وزیر اعلیٰ کے عہدے پر فائز ہوا ہے جو کہ یقیناً ایک خوش آئند بات ہے۔ اور اس سے ایک عام جو بلوج ہے یا عام بلوچستان کا رہنے والا آدمی ہے، وہ ہمارے political system پر اور believe challenges پر بات کی ہے۔ میں بھی زیادہ وقت نہیں کرنے لگ جائیگا۔ تمام دوستوں نے حکومت کے challenges پر بات کی ہے۔ میں اسکے لئے road-map کو، اسکی جو لونگ صرف law and order پر چند ایک گزارشات کرنا چاہوں گا۔ بلوچستان کے چند ایک اضلاع میں Floor of the low intensity conflict ہے اور جس کے سد باب کیلئے میری گزارش ہے کہ House objective debate آئین اور اسکو مدنظر رکھتے ہوئے پھر ہم ایک road-map بنائیں اور اس road-map کو، اسکی جو strength ہو، وہ یہ Hosue ہونا چاہئے۔ جناب اسپیکر! آئین پاکستان کے تحت lead-role ہمیشہ

کار ہا ہے اور ہمیشہ Parliament کا رہنا چاہیے۔ لیکن اس مسئلے پر ہمیں ساتھ ساتھ تمام Stakeholders جتنے بھی ہیں انکو on-board لینا چاہیے تاکہ ہم ایک sustainable solution کی طرف جاسکیں۔ دوستوں نے کچھ governance کی۔ بُدمتی سے صحیح یا غلط ایک Parliamentarians perception develop ہوا ہے پورے پاکستان میں۔ کہ ہم We are the part of the problem, not the solution of the It will be fetal for گریہ اپنکر! perception prevail problem. اُسکو منظر رکھتے ہوئے قائد ایوان صاحب سے یہ گزارش us and for the political system. ہے کہ ایک balanced governance کا نظام یہاں نافذ کیا جائے۔ بے لگام ہیروکری یا انگونہ اتنے اختیارات دیے جائیں کہ وہ مَن مانی کرتے پھر میں اور نہ انکا late-back attitude tolerate اُسکو کیا جائے۔ اور ظاہر ہے جب ہم good-governance کی بات کرتے ہیں اور corruption کے خاتمے کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اور جوڑا کٹر صاحب کی speeches میں ہم نے سُنا، ایکشن سے پہلے، ایکشن کے بعد جو انکی media-clippings ہیں، ان تمام چیزوں میں انہوں نے جس طرح corruption کے خلاف جنگ کا اعلان کیا ہے ہم انکے شانہ بشانہ کھڑے رہنگے اور جب تک ہم corruption کا خاتمہ اس ملک سے نہیں کروائیں گے تب تک ہم یہاں good-governance اور یہاں لا اینڈ آرڈر کو بہتر نہیں کر سکتے ہیں۔ ایک بات جو تمام دوستوں نے کی کہ لوگ پہاڑوں پر ہیں۔ لوگ insurgent ہیں۔ ہمیں ساتھ ساتھ یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کسی ہمارے دوست نے، مولانا عبدالواسع صاحب نے فرمایا کہ شاید کوئی rights کی جنگ ہے۔ ہو سکتا ہے کی جنگ ہو، میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ نہیں ہے۔ لیکن اس لئے میں کہہ رہا ہوں کہ یہاں ایک open-debate ہونی چاہیے تاکہ پتا چل سکے کہ کہیں یہ rights کی جنگ نہ ہو کہیں کوئی personal-interest کا نام لینا کسی کو قتل کرنے کیلئے eligible ہو جاتا ہے؟ کیا وہ قاتل کو یہ اجازت دی جائے کہ اگر کوئی پاکستان کا نام لے تو اُسکو قتل کر دیا جائے؟ اسکی سب سے بڑی مثال نواب شاء اللہ زہری صاحب ہیں۔ ہم سب لوگوں نے condole کیا ہے اُنکے اس واقعے پر جو انکے ساتھ پیش آیا۔ کیا ہم میں سے کسی نے سوچا کہ ان پر ظلم کا پہاڑ کیوں گرایا گیا؟ صرف اسی لیئے کہ انکی گاڑی پر جو جھنڈا تھا وہ سبز رنگ کا تھا۔ کیا ظلم جو ہے، اور اسی طرح بہت

سارے لوگ پروفیسر ناظمہ طالب، میر مظفر حسین جمالی ہیں۔ ایجوکیشن سسٹم کی ہم بات کرتے ہیں۔ جب ہم اپنے ٹیچرز کو، اپنے پروفیسرز کو قتل کریں گے تو پھر یہ ایجوکیشن سسٹم ہم سے ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ لہذا جدھر جدھر بھی جو violence ہو رہا ہے، مذہب کے نام پر violence ہے، تو وہ دشمن ہے ہیں، اور قوم پرستی کے نام پر violence ہے تو وہ ناراض بلوج ہیں۔ ہرقسم کی violence کو چاہے وہ مذہب کے نام پر ہے چاہے وہ قوم پرستی کے نام پر ہے چاہے وہ sectarianism کی بنیاد پر ہے، ہم condemn کرتے ہیں۔ اور اسکی شندید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں اور ڈاکٹر صاحب سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ یہ violence کا ایک بازار پورے بلوچستان میں گرم ہے اسکا خاتمہ بے حد ضروری ہے۔ اور اسکے لئے Floor of the House سب سے بہترین پلیٹ فارم ہے۔ سب لوگوں کو ساتھ لیکر، تمام Stakeholders کو ساتھ لیکر اس مسئلے کے حل کی طرف ہمیں solid قدم لینا چاہیے۔ بہت شکریہ جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: مہربانی۔ میر مجیب الرحمن!

Please take the floore.

میر مجیب الرحمن محمد حسني: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ شکریہ جناب اسپیکر! سب سے پہلے میں ڈاکٹر عبدالمالک بلوج کو بلوچستان کا unanimous Chief Minister منتخب ہونے پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ساتھ ساتھ باقی پارٹیوں کے جتنے قائدین ہیں ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ڈاکٹر صاحب پر اعتماد کا اظہار کیا۔ اسپیکر صاحب! میں آپ کو بتاتا چلوں کہ میں صوبائی اسمبلی کیلئے پہلی مرتبہ منتخب ہوا ہوں اس سے پہلے میرے بھائی دو دفعہ ایم پی اے رہے ہیں۔ اور میرے والد صاحب بھی صوبائی اسمبلی کے ممبر رہے ہیں۔ اور میری کوشش ہو گی کہ Legislation کے حوالے سے اور اپنے حلقوں کے عوام کے مسائل کے حوالے سے جو بھی میرا role ہو گا اُسکو انشاء اللہ actively ادا کر سکوں۔ جیسے کہ باقی اراکین نے بات کی بیہاں سب سے بڑا مسئلہ law and order کا ہے۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب سب سے پہلے اس مسئلے کو focus کریں گے۔ اور اسکے بعد تعلیم اور صحت کے جو مسائل ہیں انکو بھی focus کیا جائیگا۔ اسکے ساتھ ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ نصر اللہ زیرے!

Please take the floor.

جناب نصر اللہ زیرے: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ تر تولو مخ کی زہڑ دے صویے نوے منتخب سوی وزیر اعلیٰ شاغلی ڈاکٹر عبدالمالک بلوج صاحب تہ ذرہ لہ کومی مبارکی ور کوم۔ قدر من اسپیکر صاحب! پہ یو داسی حالاتو کی ن د دے صویے تاکل سوی جو گہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ کوئی ایسی language استعمال کریں تاکہ سارے سمجھ سکتیں۔

جناب نصراللہ زیریے: سمجھ رہے ہیں، سب سمجھ رہے ہیں sir۔ آئین ہمیں اجازت دے رہا ہے کہ آپ اپنی قومی زبان میں بات کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں کرتے ہیں لیکن ہمیں ایک ترجمان کی ضرورت ہوگی۔ ابھی نہیں ہے۔

جناب نصراللہ زیریے: پروانہ ہیں ہو جائیگا بندوبست ہو جائیگا۔ قدرمن اسپیکر صاحب! ہاکتیور صاحب تھے پہ داسی یو حالاتو کی ڈنن ڈئے صویے ڈسٹریکٹر چوکی ترلاسہ کڑہ چھی نن دا صوبہ په ڈیر یو مشکل حالت کی دہ۔ او زہ بہ دا وايم چھی دلتہ تیور لس کالہ چھی کم حکومتو نہ وسو۔ او هغہ خلگو چھی ڈاولس سره خشخہ رنگہ زیاتوبو کووی هغہ ٹولو تھے معلوم دہ۔ قدرمن اسپیکر صاحب! زہ نوی منتخب وزیر اعلیٰ صاحب تھے دا وايم چھہ دا ڈا گلونو ہار نہ دئی۔ دا پہ لشو و بدو ڈھغو بارڈی۔ وزیر اعلیٰ صاحب! یقیناً تا بہ ڈیرو چیلن جو مخہ کوئی۔ او نن چھی موڑ صویے تھے یاد دی کوئتی شارتہ چھی کم حالت پیش دی ڈامن و امان دی۔ او امن و امان یقیناً مخ کی دلتہ نور وو ممبران ووئیل۔ چھی خنگی داسی کارونہ او وو چھی هغہ ڈھکومت پہ بس کی وو۔ خود بدمرغہ چھی ڈھکومت ممبران پہ خپله ڈتیر ڈھکومت ممبران چھی خپله ڈھغو خلگو ڈھغو حرائم پیشہ عناصر و ملکری وو۔ یہا بہ امن خنگہ رائی۔ چھی ڈپولیس لوی افسران پہ خپله ڈغلو ملکری وو۔ امن بہ خنگہ رائی۔ چھی ڈھکومت پہ خلگو زمود ڈاولس بجت چھی موڑ ڈتیکسونو پہ مد کبنتی زمود اولس آدا کئی۔ دا پہ کروڑونو اربونو روپی ڈغلاؤ ڈھکومت corruption مارشکار سوی۔ امن بہ خنگہ رائی۔ خنگہ بہ good-governance راتلئی۔ قدرمن اسپیکر صاحب! چھی ڈاولس پہ اربونہ روپی ڈخواری سہ خواری سوی۔ زہ چھی کمی حلقات سرہ منتخب سوی یم۔ قدرمن اسپیکر صاحب! زہ وزیر اعلیٰ صاحب تھے وايم چھی دا ڈھکومتی شارپہ وسط کبنتی حلقة دہ۔ لیکن نن ہم ڈھلقہ PB-5 او 10 ہلتہ نن ہم پہ ڈیر پہ اکثرہ علاقو کبنتی یو پرائمری اسکول ہم ہلتہ نستہ۔ ڈھکومتی شارڈی پرائمری اسکول نستہ۔ پہ لکھو نو آبادی خلگ ڈھلیم سرہ محروم دی۔ ہلتہ یو Basic Health Unit پہ ٹولہ علاقہ کبنتی نستہ۔ دا خنگہ حکومتو نہ وو۔ یو MPA صاحب دا تکلیف نہ کوئی چھی دا هغہ علاقے سرہ منتخب سوئی وو

چی خلگو ته ڈبچانو ته تعليم ورکئی۔ خلگو ته ڈروزگار موقع ورکئی۔ خلگو ته ڈعالج بندوست ووکئی۔ قدرمن اسپیکر صاحب! وزیر اعلیٰ صاحب ته موڈ دا وایو چی هغه به کم از کم ڈکوئتی شار ڈپارٹمنٹ دا د صوبی هر دوئیم خلورم سپئی په دی شار کی اوسمی۔ ڈدے شار آبادی په لکھونو په تعداد کی ده۔ لیکن ڈژوند یو سہولت نسته۔ ڈشار ڈکوئتی master-plan په اربونه روپی سوئی دی؟۔ آیا چا ڈھنگه تحقیقات وہ کئی۔ نن ڈکوئتی شار آبادی ڈچسلو اوبو پوری حیرانه دی۔ نن خلگ ڈینکر مافیا شکار دی۔ نن ڈکوئتی شار واسا ڈپارٹمنٹ مکمل هغه ختم دا۔ نن ڈناسا ڈپارٹمنٹ نن ڈکوئتی شار په خلگونو ٹیوب ویلو نه خراب دی۔ او بہ نسته ڈچسلو او بہ نسته۔ دا بہ خنگہ کیڑی؟۔ چی ڈکوئتی دا کوئتہ شار دا دارالخلافہ ڈا ڈدے شار خلگ په چسلو او بو باندی حیران دی۔ موڈ ڈوزیر اعلیٰ صاحب سره خواست کوؤ چی ڈکوئتی شار ڈپارہ دی خصوصی پلان تیار سئی۔ ڈچسلو ڈاوبو بندوست دی وسی۔ ٹیمونہ دی جوڑ سی۔ ڈتعلیم بندوست دی وسی۔ ڈاسپور ٹپس استیلیو یمونہ دی جوڑ سی۔ ڈخلگو ڈپارہ روزگار بندوست وسی۔ قدرمن اسپیکر صاحب! لکھنگہ چی مخ کبنی ملکرو ووئیل تاسو بہ حیران سی چی ڈکوئتی او قلعہ عبداللہ ڈلوی لاری دالس پنځه لس کال اسو چی دالارنه جو پیروی۔ ڈلورالائی خخه ڈپیره غازی خان لوئی لارا و ده ڈقلعه سیف اللہ ژوب او بیا ڈژوبه خخه ترد ڈپیره اسماعیل خان پوری دالاری، دالاری تراوسه پوری نه جوڑی؟۔ ولی NHA دا ده غفلت کئی؟۔ ولی NHA دی ڈفیونه بل چیری منتقل کړی؟ ده دی بہ پشتنه کېږی؟۔۔۔ (ڈیسک بجائی ګئے) قدرمن اسپیکر صاحب! موڈ په دی خوشحاله یو چی دا یو ممبر صاحب ووئیل چی ”موڈ داسی این ایف سی ایوارډ را پوری over draft“ می ختم کئی۔ موڈ دا وکړ هغه وی کړ۔ آیا هغه پیسی اولس ته ورسیدئی۔ این۔ ایف۔ سی ایوارډ په مد کی چی په اربونو روپی را لشي دا پیسے اولس ته ورسیدئے؟۔ ڈاولس مداوه په وسو؟! ڈتعلیم بندوست وسو؟۔ ڈروزگار بندوست وسو؟ ناهنگه ټولی ڈدی جیبو ته ولاړی۔ ده دی بہ پشتنه کېږی۔۔۔ (ڈیسک بجائی ګئے) زه ڈمحترمہ ڈاکټر شمع اسحاق ده دی تحویز زه حمایت کومه۔ چی ڈوی خلگو به احتساب کېږی داسی بہ نه وی چه زموږ پیسے به خلگ خوری

او داولس په پيسو به خلگ مزئے کوي۔ او د هغه به هيچ احتساب نه کيو۔ دا وطن زمود دی۔ موږ د دی وطن اوسيدونکي یو موږ soil the son of the son of soil یو۔ د دی وطن ساتنه دا زمود فريضه ده۔ زه اسپيکر صاحب! ستا په توسط قدرمن ڈاڪٹر مالک بلوج صاحب ته دا هيله کوم چي هغه په کار دی چي یو good-governance ڈپاره اقدامات ووکني۔ هغه سحاري او ماشام خپل خوبه حرامي۔ ولی چي دا تيروسلويشت کالو گند دلتہ پروت دی۔ ھيره یه اديبي معاف۔ دی به خپل خوب حرامي۔ دده سره چي کمه کايينه جوريو هغه به خپل خوب، خپل آرام ختم کئي۔ او دلتہ چي کمه بیور کريسي ده۔ هغه به ددی یو قامي جذبي تحت به دلتہ کار کئي۔ کريشن به نه وي۔ غلا به نه وي دلتہ۔ دقومي جذبي تحت به کار کيو یا به د دی خلکو ددی اولسونو ده ددی غم او د دکھ مداوا به کيڑي۔ په دی که دانه و سو خلگ ھيرزيات تنگ دی، خلگ به یا موږ په ڈئي ايوانو کبني نه پريپو دی او دا افسران به خپل په دفترو کبني نه پريپو دی۔ داسی حالت نن رارسيلدکي دی۔ نو زه په آخر کي ستا ھيره مننه کوم او ڈاڪټر صاحب ته ھيره مبارکي ورکوم - او خپل وينا به دا پشتوري یو ھير نامتو شاعر سليمان لائق په دے شعر چي هغه ده وطن د ميني په حواله دی۔

چي وطن ڈپولوهيلو محراب دی یه انتخابه یو انتخاب دی

ده یو وزرو د خنگ و زر دی او د زورو رو د زور جواب دی

ڈيره مننه، کور دی ودان....(ڈليک بجائے گئے)

جناب ڈپيکر: مهر باني۔ بلوچستان کي تمام زبانوں کا ہم احترام کرتے ہیں۔ اور ان سے ہمارے رشتے ہیں۔ اس فلور پر آپ جس حلقة سے آئے ہیں، انکے مسائل اور بلوچستان کے مسائل کو بیان کرتے ہیں۔ تو یہ اچھا ہو گا کہ ہم ایسی زبان استعمال کریں تاکہ ہمارے قائد ایوان اور باقی لوگ سمجھ سکیں۔ اور انکو حل کرنے میں اور بلوچستان کے مسائل حل کرنے میں انکو مدد سکے۔ اور پھر میں پارلیمانی لیڈر ان صاحبان سے گزارش کرتا ہوں

کہ time کی پابندی کریں۔ سردار صالح بھوتانی صاحب) Please take the floor.

سردار محمد صالح بھوتانی: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ。 الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاتَمِ النَّبِيِّنَ - جناب اسپيکر! میں اس اہم دن میں یہ کہوں گا کہ یہ بلوچستان کیلئے ایک مبارک دن ہے کہ ہم سب نے متفقہ طور پر ہمارے بھائی، ہمارے محترم، ہمارے دوست، جناب ڈاڪٹر عبد المالک کو بلا مقابلہ منتخب

کر کے یہاں Leader of the House بنایا۔ میں اسکے لئے انہیں آپ کے توسط سے بہت بہت مبارکباد دیتا ہوں۔ کیونکہ یہاں میرے colleagues نے، میرے مہربانوں نے بہت ساری باتیں بلوچستان کے issues پر کی ہیں۔ میں انہیں چاہوں گا کہ میں ان issues پر دوبارہ جاؤں اور تقریر کو لمبا کر کے ڈیسک ہجوانے کی کوشش کروں۔ کیونکہ ہم سب بلوچستان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ہم سب بلوچستان کا ڈکھ دار رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر مالک صاحب میں سمجھتا ہوں کہ ان ڈکھوں اور ان پریشانیوں سے نکل کر یہاں پہنچ ہیں۔ تو انکو ان چیزوں کا بخوبی اندازہ ہے۔ اور وہ بلوچستان کیلئے اتنا ہی ڈار رکھتے ہیں جتنا کہ اور سب رکھتے ہیں۔ تو مجھے یقین ہے کہ وہ ہم سب کے تعاون سے اور اس اسمبلی کے ممبران کے تعاون سے بلوچستان کو جو مشکلات درپیش ہیں، جو حالات ہیں، ان پر قابو پانے میں کامیاب ہوں گے۔ میں صرف یہ کہوں گا کہ یہاں ہم law-break کرنے میں بڑا فخر محسوس کرتے ہیں۔ اور قانون کی دھیان اڑانے میں ہم فخر محسوس کرتے ہیں۔ اور فخر یہ طور پر ہم قانون کی دھیان اڑاتے ہیں۔ اصل بنیاد یہی ہے اور تمام یہاریوں کی میرے خیال میں ہٹ یہی ہے۔ اگر writ of government یہاں قائم ہو اور قانون کی حکمرانی ہو۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ تمام چیزیں خود بخود آہستہ آہستہ دم توڑتی جائیں گی اور ختم ہوتی جائیں گی۔ یہاں حکومت کو چلانے کیلئے ہمارے جو گورنمنٹ آفیسرز ہیں، وہ ایک مشینری ہیں۔ ہم نے اچھے آفیسرز کو وہاں پھینک دیا ہے جہاں وہ نظر بھی نہیں آتے ہیں۔ اور ہم ہی نے گزشتہ ادوار میں ایسے آفیسرز کو لے لائے۔ میرے خیال میں جو نیزِ زکوینٹرز کی جگہ پر رکھا اور سینٹرز کی heart-burning ہوئی۔ اور اسلئے یہ معاملات اور اجھتے گئے۔ تو ہمیں چاہئے کہ ہم اسیں بھرپور طریقے سے ڈاکٹر صاحب کی مدد کریں۔ تاکہ وہ اچھے افسران کو اور بہتر کارکردگی والے ہمارے جو آفیسرز ہیں اور جن سے میرے دوسرے لفظوں میں کہوں گا کہ ہم بیزار ہیں۔ جو بھی کہتا ہے کہ یہ ”میں غلط کام نہیں کروں گا“۔ تو ہم پھر اسکے بارے میں پتا نہیں کیا کیا کہتے ہیں وہ ہمیں اندازہ ہے۔ تو اسلئے اچھے آفیسرز talented اور ایماندار آفیسرز لا گئیں۔ تو کم از کم ان بُرا گیوں پر ہم قابو پاسکتے ہیں۔ اور writ of government وہ سب سے پہلے ہوئی چاہئے۔ اور حکومت چلانے کیلئے اچھی مشینری ہوئی چاہئے۔ اور یہی حکومت کیلئے good-governance کا نام ہوگا۔ اگر ہم سب یہ باتیں کر کے اور ڈاکٹر مالک صاحب پر یہ بوجھ رکھتے جائیں اور یہاں speeches کر کے چلے جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اُنکے ساتھ نا انصافی ہوگی۔ ہم سب کو بلوچستان کیلئے سوچنا ہے۔ اور پریشانی رکھنی ہے۔ اور فکر مند ہونا ہے۔ کہ ان حالات میں ہم کس طرح اُنکی معافوت کر کے اُنکا مددگار بن کر ان حالات کو ہم کس طرح بہتر اور قابو میں لاسکتے ہیں۔ تو مجھے اُمید ہے کہ یہ تمام

issues جو اٹھائے گئے ہیں وہ ڈاکٹر صاحب کی نظر میں ہیں۔ اور ہم وقتاً فوتقاً انکی معاونت کریں گے۔ اور کسی بھی غلط کام کیلئے ہم انہیں مجبور نہ کریں جو انکے لئے ایک بدنامی کا باعث بنے۔ اور ہم سب کیلئے ایک بدنامی کا باعث بنے۔ تو اسی لئے ہمیں بہت ساری قربانی دینی ہو گی۔ کیونکہ پچھلے ادوار میں ہم اتنے بے لگام ہو چکے تھے۔ میں پہلے خود پر آؤں گا۔ میں تو نہیں تھا لیکن میرے دوست تھے کہ ہم اتنے بے لگام ہو چکے تھے کہ بُرا یوں کو ہم بھلانی سمجھتے تھے۔ اور بُرے کام کو ہم اچھا کر کے اُسکو آگے چلاتے تھے۔ تو ہمیں خود انہیں رکاوٹ بننی چاہئے۔ اور ایک ڈھال کے طور پر پیش ہونا چاہئے۔ مجھے پتا ہے کہ عوام بھی ابھی ان چیزوں میں پڑ کر ہمارے اوپر pressure ڈالتے ہیں۔ اور کوئی بھی گورنمنٹ ہلکارا پنی ڈیوٹی صحیح طور پر انجام نہیں دیتا ہے۔ اُسکی main وجہ یہی ہے کہ ہم اُسکے سفارشی کھڑے ہیں۔ اور کوئی بھی آپ قلی دیکھیں، آپ ایک peon تک دیکھیں ڈیوٹی نہیں ہے، ایک ٹیچر تک دیکھیں آپ ایک ڈاکٹر تک دیکھیں، آپ ایک ڈسپنسر تک دیکھیں۔ کہیں بھی آپ انکو موجود نہیں پائیں گے۔ لیکن اُن پر جب بھی کوئی مصیبت آتی ہے۔ تو وہ چار آدمی ہمارے پاس لے کر آ جاتا ہے کہ جی! یہ ہمارا رشتہ دار ہے اور ہم آپکے supporter ہیں تو آپ اسکی مدد کریں۔ پھر ہم پانچ، دس ممبر ان ملک میں C.M صاحب کے پاس جا کر اس پر pressure ڈالتے ہیں۔ تو اسی سے یہ خرابیاں جڑ پکڑتی ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیزیں اب ختم ہونی چاہیں۔ صوبے کے ساتھ انصاف ہونا چاہیے صوبے کے عوام کے ساتھ انصاف ہونا چاہیے۔ اور الحمد للہ اس وقت میرے خیال میں بہت ہی اچھے ہمارے نمائندے، ہمارے دوست، ہمارے احباب اس اسمبلی میں موجود ہیں۔ میں آپکا زیادہ time نہیں لوں گا۔ میں ایک دفعہ پھر ڈاکٹر مالک صاحب کو بہت بہت مبارکباد دوں گا۔ اور اسی امید کے ساتھ کہ اللہ انکی حکومت، جس میں ہم سب شامل ہیں، نیک نامی کا باعث بنائے۔

Mr.Speaker! Thank you very much.

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ سردار بھوتانی صاحب۔ سردار عبدالرحمن کھیتر ان صاحب ! Please take

the floor.

سردار عبدالرحمن کھیتر ان: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب اسپیکر صاحب! آپکے توسط سے میں ڈاکٹر عبدالمالک کو قائد ایوان منتخب ہونے پر اپنی طرف سے، اپنے حلقتے کے عوام کی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! میرے دوستوں نے دونیں issues پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ جسمیں سرفہرست لا اے اینڈ آرڈر اسکے بعد تعلیم اور صحت۔ صحت کے بارے میں جو main مسئلے

بیں اُن پر میرے دوست تقاریر کر چکے ہیں، تجویز دے چکے ہیں۔ میں بھی سرفہرست لاءِ اینڈ آرڈر کے بارے میں تھوڑا سا آپکا اور اس ایوان کا وقت لوں گا۔ گزارش یہ ہے کہ ہم الزام لگاتے ہیں کہ جی فلاں ادارہ لاءِ اینڈ آرڈر کنٹرول کرنے میں ناکام ہوا ہے۔ کبھی ہم نے یہ سوچا ہے کہ وہ کیوں ناکام ہے؟ اسکی پہلی مثال میں پولیس کی آپکو پیش کروں گا۔ جہاں بھی تھوڑی بہت لاءِ اینڈ آرڈر کی صورتحال create ہوتی ہے۔ فوری طور پر اخباروں میں سیاسی پارٹیوں کی طرف سے، لوگوں کی طرف سے بیانات آنا شروع ہو جاتے ہیں ”کہ جی! F.C کو بُلا یا جائے،“ ہم نے کبھی سوچا ہے کہ کیا C.F آسمان سے اُتری ہوئی کوئی الگ مخلوق ہے؟ کیا وہ talent جو C.F میں ہے وہ پولیس یا C.B میں نہیں ہے؟ سوچنے کی بات یہ ہے کہ پولیس، C.B یا یویز ناکام کیوں ہوتی ہے؟ اسکی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہ خود عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ میں آپکو مثال دوں گا کہ میں ایک دن اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا، مغرب کا time تھا تو تین چار فارٹ کی آواز آئی۔ تو میں نے ”پتا کراوں کہ کیا مسئلہ ہے؟“ میرے باڑی گارڈز بھاگتے ہوئے گئے۔ جہاں سلیم کمپلیکس کا entrance ہے، ایک حوالدار غریب، وہ duty-off کر کے فروٹ والے سے دو تین آم خریدے، شاید اپنے بچوں کیلئے لے جا رہا تھا۔ تو اتنے میں موڑ سائیکل پر دو آدمی آئے اور اسکو وہاں شہید کر دیا۔ اور آپ یقین کریں کہ پندرہ منٹ تک اسکی لاش چوک کے بیچ میں پڑی تھی اور ٹریک جام ہو گئی۔ کیا یہ چیز کسی F.C والے کے ساتھ ہوتی تو اسکا کیا نتیجہ نکلتا؟ پندرہ منٹ کے بعد پولیس کی ایک گاڑی آئی اور اسکی لاش کو لے کر گئی۔ دوسرے دن سُنتے ہیں کہ جی G.I. صاحب اور، CCPO کھڑے ہیں۔ اس کا جنازہ پڑھایا جا رہا ہے۔ اخباروں میں آ جاتا ہے۔ ٹی وی پر آ جاتا ہے۔ اسکے بعد اسکے بچوں کا کوئی پُرسانِ حال نہیں ہے۔ اسکا خاندان بکھر جاتا ہے۔ اسکی بیوی اور اسکے بچے ڈرپڈر ہو جاتے ہیں۔ تو پھر وہ کیا deliver کر گی؟ آپکے توسط سے میں قائد ایوان کو یہ گزارش پیش کروں گا کہ آپکے پاس جو آپکی اپنی facilities میں ہیں، اُنکو اتنا تحفظ دیں، اُنکو اتنا

نے فرمایا کہ جی! Militant dialogue کے ساتھ۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ ایک چھت پر بیٹھا ہوا ہے ایک نیچے فرش پر بیٹھا ہوا ہے وہ آپس میں کیا dialogue کریں گے۔ ایک مثال ہے کہ کوئی گھوڑے پر سوار تھا تو اس نے نیچے دیکھا کہتا ہے کہ جی! یہ انگور کتنے کا کلو ہے؟ تو کاندار نے کہا ”جناب گھوڑے سے نیچے آ جائیں یہ انگور نہیں ہے یہ تربوز ہے“۔ تو ہماری صورتحال، میڈیا میں آپ سب ماشاء اللہ پڑھے لکھے ہیں۔ وہ تو کہتے ہیں ”کہ ہم آزادی کے سوا کوئی بات ہی نہیں کرنے کو تیار ہیں“، وہ تو کسی کا وجود ہی تسلیم نہیں کرتے۔ وہ علاقے فتح

کر رہے ہیں۔ وہ فتح کرنا چاہتے ہیں میرا ضلع۔ وہ فتح کرنا چاہتے ہیں پٹتوں ایسا یا ز۔ وہ فتح کرنا چاہتے ہیں جمالي کے علاقے۔ وہ فتح کرنا چاہتے ہیں مگسی کے علاقے۔ جناب! میں اس فلور پر انکو یہ message دینا چاہتا ہوں کہ یہ بلوچستان قبائل کا ایک گلدستہ ہے۔ ہر قبیلہ اپنا ایک وجود رکھتا ہے۔ کسی کو کوئی فتح نہیں کر سکتا۔ اگر کسی میں یہ جذبہ ہے وہ یہ چاہتا ہے ”کہ ہمارے عوام ترقی کریں“، تو بنیادی چیزیں جو عوام کو چاہیں تعلیم اور صحت۔ ہمارے ڈاکٹر صاحبان کو مسئلہ میں بیٹھے ہیں۔ دیہات میں جائینگے تو انکو قتل کر دیا جاتا ہے۔ ہمارے ٹیچرز جو talented ہیں، وہ ابھی اسکو لوں کی پیداوار ہیں۔ وہ پڑھانے کے قابل ہیں۔ وہ بچوں کو تیار کرنے کے قابل ہیں۔ اسپیکر صاحب! جب وہ آپکے علاقے میں، مکران میں، میرے علاقے میں، ڈیرہ بگٹی میں، کوہلو میں جب جاتے ہیں انکو مار دیا جاتا ہے۔ اور ہماری position یہ ہے جناب اسپیکر صاحب! آپکے توسط سے میں قائد ایوان کے گوش گزار کروں کہ اگر میں نے ایک pistol اٹھایا ہوا ہے تو مجھے پکڑ لیا جاتا ہے۔ وہ آکر کے گاؤں کے گاؤں اڑا کر چلے جاتے ہیں۔ میزائل مارتے ہیں۔ لوگوں کو قتل کرتے ہیں۔ انکو گھلا لائسننس ملا ہوا ہے، کتنے آدمی اُنکے پکڑ کر ان عدالتوں نے انکو بچانی پر لٹکایا ہے؟ تو گزارش یہ ہے یا تو ایک ایسا نظام وضع کیا جائے جسمیں ہر انسان اپنی حفاظت خود کرے۔ ہم اپنی حفاظت کرنا جانتے ہیں۔ اگر وہ کہتے ہیں ”کہ ہم موت کا کھیل، کھیل رہے ہیں“، تو یہ کھیل ہم بھی جانتے ہیں۔ ہم بھی اسی مٹی کے پیداوار ہیں۔ ہمارے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں ہم پر قانون لاگو ہے۔ ہم پر Forces لاگو ہیں۔ اُنکے لئے کچھ نہیں ہے۔ وہ جہاں جانا چاہیں جس کو مارنا چاہیں۔ چاہے وہ نواب شاء اللہ کے بچوں کا قتل ہو یا میرے علاقے میں روڈز پر کام کرنے والے پانچ مزدور، سندھی مزدور، سکھر کے مزدوروں کو۔ وہ اُنکے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ یا عاصم کرد کے علاقے میں ترقیاتی کام ہو رہے ہیں وہاں لائیں میں کھڑے کر کے بارہ آدمیوں کو ایک pistol سے مار دیا جاتا ہے۔ تو ہم یہاں تقاریر کی حد تک تو کہہ سکتے ہیں ”کہ جی! آئیوالی حکومت یہ کر دے وہ کر دے“، نہیں، اس طریقے سے کچھ بھی نہیں ہو گا۔ ہم اپنا وقت گزار کر کے ایک سال ہے، تین سال ہیں پانچ سال ہیں، ہم چلے جائیں گے۔ اور اُسکے بعد جو آیا ہے میں بُرا کہے گا ”کہ انہوں نے کچھ نہیں کیا، ہم سب کچھ کریں گے“، سوچنے کی بات ہے۔ یہاں ہم پارٹی کی بات نہیں کرتے ہیں۔ ہم کسی فرقے کی بات نہیں کرتے ہیں۔ ہم کسی زبان کی بات نہیں کرتے ہیں۔ ہم قومیت کی بات نہیں کرتے ہیں۔ اگر کسی میں جذبہ ہے بلوچستان کا کہ بلوچستان ترقی کی راہ پر گامزن ہو۔ تو یہاں کوئی پڑھان، کوئی پنجابی، کوئی سندھی، کوئی قوم نہیں ہے، ہم ایک ہیں۔ یہ جذبہ لیکر آئیں ہم اللہ۔ اُسیں جان و مال ہر چیز کی ہم قربانی دیئے کو تیار ہیں۔ اگر ہم کہیں ”کہ جی! یہ پڑھان ہے، یہ بلوچ ہے،

یہ بروہی ہے یہ سندھی ہے یہ کھیزان ہے۔ تو پھر کبھی بھی بلوجستان میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ اور جب تک امن قائم نہیں ہوگا آپ کی ایجوکیشن کا سسٹم چل سکتا ہے نہ ہیاتھ کا نہ آپ کی زراعت چل سکتی ہے۔ حالت تو یہ ہے کہ پچھلے ادوار میں ہم روڈیں بنارہے تھے۔ ہمارے بلڈوزر، ہمارے روڈ رولر انکو باڑوں سے اڑا دیا جاتا تھا۔ مزدوروں کو مار دیا جاتا تھا۔ تو ترقی کیسے ہوگی؟ تو اپیکر صاحب! آپکے توسط سے میری قائد ایوان سے گزارش ہے کہ سب مسئللوں کو چھوڑ دیں۔ ہم نے متفقہ طور پر، بلوجستان کی تاریخ میں میرا خیال پہلی دفعہ ہے کہ قائد ایوان ہم نے منتخب کیا ہے۔ ہم یہ گارٹی دیتے ہیں کہ ہمارا ہر قسم کا تعاون انکو میسر ہوگا۔ بنیادی چیز یہ ہے کہ آپ لاءِ اینڈ آرڈر کو control کریں۔ اس وقت شاہراہوں کی یہ حالت ہے۔ جیسے ہمارے دوست فرمائے تھے۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: time کا بھی خیال رکھیں۔

سردار عبدالرحمن کھیزان: بس sir دو منٹ لوں گا۔ شاہراہیں آپ کی محفوظ نہیں ہیں۔ گیس پاپ لائنس آپ کی محفوظ نہیں ہیں۔ بجلی کے ٹاورز آپ کے محفوظ نہیں ہیں۔ بلوجستان کی بنیادی ریڑھ کی بڑی زراعت ہے۔ بجلی اڑا دی جاتی ہے۔ اُدھر سے بجلی کا بحران ہے غریب کسان مر رہے ہیں انکا ذریعہ معاش ہی یہی ہے۔ جناب اپیکر صاحب! آپ کا بہت بہت شکر یہ کہ میں پانچ منٹ سے زیادہ time لیا۔ آخر میں پھر میں جناب ڈاکٹر مالک کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد دیتا ہوں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوج (نومنتخب قائد ایوان): جناب اپیکر صاحب! میں دوستوں سے گزارش کرتا ہوں، کیونکہ وہاں سیکیورٹی کے حوالے سے، جو کل security-plan ہمیں دیا گیا تھا، ساڑھے پانچ بجے سے پہلے gates بند ہوں گے۔ اور وہاں جو ہمارے guests ہیں، کوئی سات سو آٹھ سو ہیں۔ تو ہم دو تین دن کے بعد پھر اسمبلی کا اجلاس بُلائیں گے۔ پھر جی بھر کر باہیں کریں گے۔ نہیں تو وہاں مہمان بیٹھے ہوئے ہیں انکو تکلیف ہوگی۔ یہ میری گزارش ہے دوستوں سے کہ اسکو ہم جتنی جلدی wind-up کریں وہ زیادہ بہتر ہوگا۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزی: جناب اپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزی: یہ ہمارا سب سے بابرکت اور تقدس کے لاٹ House ہے۔ یہاں الائیڈ بینک کی ممبر شپ کے، کوئی اکاؤنٹ کھولنے کے فارم پڑے ہوئے ہیں، تو کل پتا نہیں کس بینک کے ہوں گے، اگلے دن پتا نہیں کس کے ہوں گے۔ یہ صوبائی اسمبلی ہے۔ اگر یہ روایت پہلے سے چلی آ رہی ہے اسکو discourage کیا

جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اسمبلی میں الائیڈ بینک کی شاخ ہے۔ آئیں میرے خیال میں آپکے اکاؤنٹس کھولنے کے فارم بھی ہونگے۔ سیکرٹری اسمبلی! please check! کریں اسکو کیا مسئلہ ہے؟

ڈاکٹر حامد خان اچخزی: ہم ادھر جاسکتے ہیں، مطلب یہ tradition نہ ہو۔ Thank you very much.

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔ مہربانی شکریہ۔ جیسے قائد ایوان صاحب نے فرمایا کہ time کی کمی ہے۔ اور ہمارے پاس ابھی تک پچیس معزز ارکین تقریر کرنے والے ہیں۔ تو اگر اس پر ہم لوگ چلے گئے تو کافی time لگے گا۔ اور قائد ایوان نے بھی بولنا ہے۔ جتنے ہمارے مسائل ہیں انہوں نے سن بھی لیئے ہیں۔ تو میرے خیال میں ایک دو معزز ارکین کے بعد قائد ایوان کو موقع دیں تاکہ وہاں باقی کارروائی نمٹائیں۔

جناب عبداللہ بابت: سب کو ملننا چاہیئے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: kindly بھرآ پ ایسا کریں کہ دو، دو منٹ بات کریں۔ اور آپ لوگ بھی چیز کے ساتھ کو آپریشن کریں۔ دو، دو منٹ آپ لے لیں تاکہ ہم جس خوشی کے انتظار میں ہیں وہ خوشی اور ceremony ہم بخوبی بھائیں۔ جناب محمد خان شاہوائی صاحب!

Kindly take the floor. (ارکین اسمبلی اور وزیر گلبری سے Clapping کی آوازیں)

جناب ڈپٹی اسپیکر: گلبری میں بیٹھے ہوئے مہانوں سے request ہے کہ kindly وہ Clapping کریں بلکہ اپنے معزز زمبراں کو سنئیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: اگر time کم ہے تو وہ attend function کر کے پھر واپس آ جائیں گے، ساری رات بیٹھ کر گئیں لگائیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: kindly اگر اسکو جلدی جلدی نمٹائیں۔

نواب محمد خان شاہوائی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! با تین تو تقریباً بلوچستان کے جتنے بھی مسائل اور حالات، امن و امان جو بھی مسئلہ ہے، وہ تو ہو چکا ہے۔ ڈاکٹر صاحب ہماری پارٹی کے سربراہ ہیں وہ بہتر انداز میں کریں گے، انہوں نے کیا بھی ہے صرف دو با تین میں مختصر اکھوں گا جو میری سمجھ میں آتا ہے، امن و امان کے حوالے سے۔ جتنے بھی حالات ہیں، پہلے جو ہماری اسمبلی کے وقت میں گزرے ہیں جس طرح بھی گزرے ہیں۔ من و خیل صاحب نے تھوڑی بہت اُس پر رoshni ڈالی۔ میں

یہ کہتا ہوں کہ اس مسئلے کا سب سے جواہم حل ہے، سرکاری طور پر جو اپنے فرائض نبھاتے چلے آئے ہیں، آج تک ہمارے حکمران یا جو حکمران، یا جو ہمارے آئی جی صاحب ہیں، ڈی آئی جی صاحب، کمشنر صاحب، مینگ ہوئی ہوم سیکرٹری بیٹھ گئے انکو ہدایت دی اور چلے گئے۔ یہ جو راویٰ تیریقہ کا رہا یہ چلتا رہا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے جو منتخب آئیوالی اسمبلی میں ہمارے دوست ہیں، ایک ایوان ہے، انکو اپنے آپ میں ایک جرأت پیدا کرنی پڑے گی۔ جو چور، ڈاکو، اغوا کار اور جتنے بھی عناصر ہیں وہ تو ہیں۔ اور انکے پس پردہ جو عناصر ہیں جو ان سے کروانے والی طاقتیں ہیں۔ یا تو بہت ایسے ہیں جن کو شاید کچھ لوگ جانتے ہوں۔ اگر نہیں جانتے ہیں تو انکا پتا لگانا چاہئے جو اصل طاقتیں ہیں جو اصل عناصر ہیں یا جو ان سے یہ سارے کام کروار ہے ہیں۔ کیونکہ وہ جو چور، ڈاکو، اغوا کار آتا ہے روڈ پر، وہ کہیں سے آتا ہے۔ کسی کلی سے آتا ہے۔ کسی گاؤں سے آتا ہے۔ یا کسی شہر سے یا کسی گھر سے نکل کر آتا ہے۔ یہاں سے ایک آدمی کو اٹھا کر بھی ایک جگہ پر وہ واپس چلا جاتا ہے اور اپنے کو چھپا لیتا ہے۔ اس آدمی کو، اغوا کار کو، جو اغوا ہونیوالا ہے وہ اُسکو پناہ دیتا ہے۔ کسی گھر میں رہتا ہے۔ آس پاس کے لوگ ضرور تو اسیمیں جو ہمارے منتخب نمائندے جن جن حلقوں سے کامیاب ہو کر آئے ہیں۔ میں ایک تجویز دوں گا کہ آگے چل کر اس پر مزید صلاح مشورہ اور تجویز دینے گے۔ ہر وہ منتخب نمائندہ اپنے علاقے میں خصوصی طور پر، باریکی سے، اپنے کلیوں میں، اپنے لوگوں کے ساتھ، اپنے معتبرین کے ساتھ، انتظامیہ پولیس، لیویزیا ڈی سی او جو بھی ہے، انکے علاوہ اپنے طور پر بھی اسکا کھون لگائیں۔ یہ ناسور ہیں۔ یہ جرأت جب تک ہم لوگوں میں پیدا نہ ہوگی اصل عناصر کے گریانوں تک جب تک ہمارے ہاتھ نہیں پہنچیں گے، اس وقت تک یہ کام کبھی بھی ختم نہیں ہو سکتا۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) اسکے لئے میں گزارش کرتا ہوں کہ، ہم لوگوں کو، بالخصوص جو ہمارے، اور ہم جس بیلٹ سے آئے ہیں، مستونگ، قلات اور یہ جھالاowan کے علاقے سے، بہت متاثر بیلٹ تھا، سابقہ ڈور جو ہمارا گزارہ ہے۔ تو ہم لوگوں کو تخت ان چیلنجوں کا سامنا ہے۔ اور سب سے پہلا ہمارا باقی جتنے بھی مسائل سے دوچار ہے ہمارے بلوچستان کے عوام، انکا جو main مسئلہ ہے، جو پہلی سیڑھی ہے وہ ہے امن و امان۔ اور اس کیلئے میری گزارش ہے اس معزز اسمبلی سے، اور انشاء اللہ تعالیٰ اسی حوالے سے، اسکے بعد بیٹھ کر سارے ایوان کے ساتھ انشاء اللہ سب سے پہلے اسی بات پر توجہ دینے گے۔

آپا شکر یہ۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)

جناب ڈپٹی اسپیکر: اگر آپ فی الحال مبارکباد تک محدود رہیں، مسائل بہت زیادہ ہیں۔ اگر بات کرنے پر آجائیں تو میرے خیال میں بہت time لگے گا سارے ممبران کو، تو، محترمہ راحیلہ درانی! Please

take the floor.

محترمہ راحیلہ حمید خان درانی: جناب اسپیکر! سب سے پہلے تو یہ کہ جب ہماری باری آئی تو آپ نے کہا کہ صرف مبارکباد دیں۔ خیر۔ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صاحب کو میں دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ اور اسکے بعد مختصر ادوبات میں کہنا چاہوں گی۔ کہ آج ہم اس ایوان میں اگر آئے ہیں تو ہم نے اُس وعدے کو وفا کرنا ہے جو ہم نے عوام سے کر کے آئے ہیں۔ اُس وعدے کی تجدید کرنی ہے۔ عوام کو خدارا! کوئی خوشخبری اس ایوان کے توسط سے دینی ہے۔ ہمارے عوام بہت تحکم پکے ہیں۔ اور میرے خیال میں وہ psychological patients بن چکے ہیں۔ کتنا عرصہ ہو گیا ہے کہ انکو کوئی اچھی خبر نہیں ملی۔ اور مجھے امید ہے کہ ہمارے تمام ساتھی جو اس وقت اس ایوان میں اسی نیت سے آئے ہیں کہ ہم عوام کو اچھے فلاہی منصوبے دینگے۔ میں یہاں ایک example quote کرنا چاہتی ہوں۔ کسی نے نیلسن منڈیلا سے پوچھا، بابا! جمہوریت ”کہ What is the difference between Politicians and the Leaders?. And he replied, "The Politicians who think for the next election and the Leaders who thinks for the next generation". میں کم از کم ان Leaders میں اپنا نام ڈالنا چاہتی ہوں۔ اور مجھے یقین ہے کہ آگے generation کیلئے سوچنے والے ہی سچے اور ایماندار Leaders ہوتے ہیں۔ آج ہم نے پوری ایمانداری سے اپنے ساتھ یہ وعدہ کرنا ہے کہ ہم نے next جو بھی کام کرنا ہے عوام کی فلاہ و بہود کیلئے، اچھے طریقے سے، sincerity کے ساتھ، ایمانداری کے ساتھ کرنا ہے۔ اور سب سے پہلا میں سمجھتی ہوں جو ہم نے قدم رکھنا ہے، وہ تعلیم کے حوالے سے رکھنا ہے۔ میرے تمام ساتھی اپنی اپنی تجاویز دے چکے ہیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اگر تعلیم ہو گی، تعلیم میری پہلی، آخری، درمیانی، جہاں بھی جو نمبر زد نینگے، مجھ سے پوچھا جائیگا تو میں کہوں گی education and education اور education کی وجہ سے ان اندھروں سے نکال سکتے ہیں اور کوئی ذریعہ نہیں کہ ہم انکو نکال سکیں۔ دوسری بات اداروں کا ٹکڑا۔ ہمیں کسی بھی ٹکڑا کی صورت میں نہیں جانا ہے۔ ہم سب ایک ہیں اس بلوج چنان سے تعلق رکھتے ہیں۔ چاہے judiciary ہے یا bureaucracy ہے۔ چاہے ہماری اسمبلی ہے۔ ہم سب کو ایک ہو کر بلوج چنان کیلئے سوچنا ہے۔ اور جس دن ہم نے پوری honesty or sincerity کے ساتھ یہ نیت بنالی، میں دعوے سے کہتی ہوں کہ یہ جتنے بھی مسائل ہم نے discuss کیے ہیں۔ اُن میں سے ایک بھی باقی

نہیں رہیگا۔ جس حوالے سے ہم آگے آئے ہیں۔ میں آخر میں ضرور یہ کہنا چاہوں گی کہ یہ یقیناً صرف ڈاکٹر عبدالمالک صاحب کی ذمہ داری نہیں ہے یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ ہم سب نے ایک خوبصورت team-work کی صورت میں انکا ساتھ دینا ہے۔ اور اسی طرح ہم تمام مسائل پر قابو پاسکتے ہیں۔ میں اپنی تقریر کا اختتام اس شعر پر کرنا چاہتی ہوں۔ یہ بلوج چنان کے حوالے سے میں کہنا چاہتی ہوں۔

مر گئے تو پھر کہاں یہ حُسْنِ زارِ زندگی

زخمِ دل گہرا بہت ہے مگر پھر بھی جینا چاہیے

Thank you.

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ۔ ابھی حالات اور واقعات ایسے ہو گئے ہیں کہ میں قائد ایوان کو Floor of the House دیتا ہوں۔ کیونکہ وہاں جا کر آپ نے entry بھی کرنی ہے سیکورٹی کلیر یعنیس کی بھی معروضات ہیں۔ معذرت کے ساتھ، کیونکہ پھر بجٹ سیشن بھی آیا گا۔ سب کا نوٹ کر کے میں انکو اطلاع دے دو گا۔ قائد ایوان! Please take the floor of the House. یہ زبانی کرنی پڑتی ہے کبھی کبھی (ڈیک بجائے گئے)

ڈاکٹر عبدالمالک بلوج (قائد ایوان): Mr. Speaker! اراکین اسمبلی! میں آپ تمام دوستوں کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھ پر بھروسہ کیا۔ اور عوام نے جو ہمیں ووٹ دے کر یہاں بھیجا۔ ہم سب اُنکے مشکور ہیں۔ میں اُس سیاسی نسل سے تعلق رکھتا ہوں جس کے تانے بانے عظیم بلوج چنانی قائد میر یوسف عزیز مگسی، خان عبدالصمد خان اچنڈی، میر عبدالعزیز کرد اور قائد میر غوث بخش بزنجو سے ہیں۔ (ڈیک بجائے گئے) جنہوں نے انگریز کے خلاف دلیرانہ جدوجہد کی۔ اُس وقت انگریز کے خلاف جدوجہد کرنا اپنی موت کو دینی تھی۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آج ہم جس floor پر میٹھے ہوئے ہیں۔ یا جس صوبے میں میٹھے ہیں اور اسی میں ہمارے اُن قائدین کی، جو، میں خان عبدالغفار خان کا نام بھول گیا تھا، میں معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ تمام عظیم انسان تھے، جنہوں نے اپنی جانوں کی قربانیاں دیکر ہمیں یہ زندگی دی۔ اس سے پہلے کہ میں کچھ کہوں، میں اپنے عظیم قائد مولا بخش دشتی، نیم جنگیاں، میر عبدالخالق لاگوا درایوب بلیدی کو خراج عقیدت پیش کروں گا کہ جنہوں نے نیشنل پارٹی کو ”عوامی پارٹی“ بنانے کا آج ہمیں یہ عزت دی۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) منیر نیازی کہتا ہے:

”ایک اور دریا کا سامنا تھا مجھ کو منیر

میں ایک دریا پار اُترا تو میں نے دیکھا،

ایکشن ایک آزمایش تھی۔ وزیر اعلیٰ بننا ایک آزمایش تھی۔ سب سے بڑی آزمایش یہی ہے کہ اب میں گزر رہا ہوں۔ اس وقت بلوچستان کا جو سب سے بڑا مسئلہ، وہ ہے ہمارے missing persons۔ ہماری مسخ شدہ لاشیں، ٹارگٹ کلنگ، مذہبی تعصبات یا extremism، اغوا برائے تاوان، لوگوں کی migrations، یہ وہ مسائل ہیں جو میرے نزدیک اس پارلیمنٹ کیلئے، میرے لئے کوہ ہمالیہ سے زیادہ وزنی ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر میاں نواز شریف اور پاکستان کی عسکری قیادت نے ان مسئللوں کو address کرنے کی کوشش کی تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ یہاں جتنے ہمارے قبائلی معتبرین، سیاسی کارکن اور ہمارے NGOs کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، ہم میڑھ کریں گے اپنے بھائیوں کے پاس جائیں گے، ان سے کہیں گے ”کہ بلوچستان جل رہا ہے، آپ کو جو بھی اطلاع دے رہے ہیں وہ غلط ہے“، اس وقت بلوچستان میں ایک آگ لگی ہوئی ہے۔ بھائی، بھائی کو مار رہا ہے۔ آج ہمارے تعلیمی ادارے تباہ و برباد ہو گئے ہیں۔ تھوڑی بہت زمینداری تھی، وہ برباد ہو گئی ہے۔ ہمارے 30 ڈسٹرکٹوں میں سے 29 ڈسٹرکٹ میں poverty level below ڈسٹرکٹ میں ہے۔ جن کی 2 ڈالرز روزانہ آمدنی نہیں ہیں۔ تو ہمیں بلوچستان میں ڈولپمنٹ کرنے کیلئے peace کی ضرورت ہے۔ ہمیں علمائے کرام کے پاس جانے کی ضرورت ہے جو ہمیں bridging کریں، ایک دوسرے کو قریب لانے میں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اس bridging کو کامیاب کرنے میں کامیاب ہوئے تو سمجھو ہم وہ بلوچستان، وہ کوئی، وہ جھالا وان، وہ سارا وان واپس لائیں گے جو ہم اکیلے جا کر جناح روڈ کے foot-paths پر بیٹھ کر گپٹ کر تے تھے۔ اور کڑا ہیاں کھا کر رات کے اندر ہیرے تک ہم enjoy کرتے تھے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری ذمہ داری ہے۔ میں آپکے توسط سے تمام political parties تمام بلوچستان کے عوام اور تمام مسلح تنظیموں سے appeal کرتا ہوں کہ ہم بیٹھیں، ہم table پر آئیں، اپنی بات کھیں۔ مجھے یقین ہے کہ جب ہم سب on-board ہوں گے بشمول پاکستان کی سیاسی قیادت کے اور عسکری قیادت کے، ہم اسکا ضرور کوئی نہ کوئی حل نکال لیں گے۔ دوستو! ہم نے بہت سی باتیں کیں۔ میں کچھ ترجیحات بتانا چاہتا ہوں۔ ہم سب یہاں اچھی باتیں کر رہے ہیں۔ لیکن میں ایک گزارش کرتا ہوں ایک شاعر کہتا ہے:

بدلتا ہے تو رندوں سے کھو اپنا چلن بد لیں
۔

فقط ساقی بد لئے سے میخانے نہ بد لیں گے

”بدلتا ہے تو رندوں سے کھو اپنا چلن بد لیں۔ فقط ساقی بد لئے سے میخانے نہ بد لیں گے“، ہم لاکھ چاہیں یہ 65

لوگ جب تک نہیں بد لینگے بلوچستان ٹھیک نہیں ہو گا۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) یہ 65 لوگ، آؤ ہم عہد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے، اپنے عوام کے سامنے، کہ ہم اس ٹیچر کی سفارش نہیں کریں گے، اس ڈاکٹر کی سفارش نہیں کریں گے جو ڈیوٹی نہیں دیتا۔ اگر ہم اس عہد میں کامیاب ہو گئے تو پھر میری ذمہ داری ہے کہ اگر میں نے اس ٹیچر کو اسکول میں نہیں لاایا تو پھر مجھے جو سزا آپ اسمبلی دے دینگے میں لینے کیلئے تیار ہوں۔ آؤ ہم اس چیز کا عہد کرتے ہیں کہ کوئی بھی سرکاری آفیسر بغیر departmental اجازت کے سیکرٹریٹ، ڈائریکٹریٹ میں نہیں آیا گا۔ کوئی بھی C.D.، کوئی بھی سیکرٹری، کوئی بھی کمشنر，political pressure، basically ہستے گے اسے استعمال کر کے پوسٹنگ نہیں لیا گا۔ تو یہ وہ بنیادی تبدیلیاں ہیں، کیونکہ یہاں میں آپ دوستوں کے سامنے ایک، ہمیں ایک culture کو change کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے behaviour ہم گئے ہیں۔ کیا ہم پہلے اپنے behaviour میں یہ تبدیلی لائیں گے۔ اگر time ساڑھے آٹھ ہے، تو ساڑھے آٹھ بجے میں، وزیر، وزیر اعلیٰ، سرکاری آفیسرز، سب دفتر میں موجود ہو گے۔ This is behaviour اگر آپ نے کیا تو یہاں سے شروع کریں۔ اگر ڈاکٹر مالک ساڑھے آٹھ بجے change کے بعد، بجائے دو بجے نیند سے اٹھتا ہے تو پھر یہ چیزیں ٹھیک نہیں ہو گی۔ آؤ ہم سب عہد کرتے ہیں کہ ہم وقت کی پابندی کریں گے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) اگر ہم نے چیزیں وقت پر کیں، اگر سرکار کی ڈیوٹی چھکھنے ہیں، آٹھ گھنٹے ہیں، تو آٹھ گھنٹے ہم ڈیوٹی کریں گے۔ اسکے بعد میں سرکاری آفیسران سے خاص طور پر ٹیچر زادرو ڈاکٹروں سے appeal کرتا ہوں کہ وہ اس تبدیلی کو سمجھیں وقت تبدیل ہو چکا ہے۔ And if any-body will not try to change himself, that's responsibility of our government and we will go for squelch them. We don't care whether he is a Baloch or Pushtoon or Settler, any-body, may be he is my friend, may be he is Ziaratwal's friend. But if he was totally absent from the Hospital, he was absent from the Schools, it's my responsibility. اگر میں نے اُسکی تابعداری کی، میں اپنے آپ کو preach کر رہا ہوں۔ ہم، دیکھیں، ہم نے کیا کیا ہے؟ And we should try to obey. کہ ہم نے جو کچھ کرنا ہے۔ دیکھیں ناں اب اگر مزید ہم compromise کرتے ہیں۔ تو بہتر یہ ہے کہ ہم اپنے گھروں میں جائیں۔ otherwise، کیونکہ عوام کا trust روز بروز Parlamentarians پر کم ہو رہا ہے۔ اگر اس

کو، ہم نے trust maintain نہیں رکھا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ مجھے جیسے سیاسی کارکن کیلئے یا میری جیسی پارٹی کیلئے بہت مشکل ہوگا عوام کا دل جیتنا۔! Mr.Speaker! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جب تک آپ دوستوں کا تعاون ہو گا میں آپ، چاہے اپوزیشن میں ہیں، چاہے ٹریئری میں، ہم آپ کو ساتھ لے کر چلیں گے۔ اور میں یقین دلاتا ہوں کہ اگر میں ایک دن رہا یا پانچ سال میں عزت کے ساتھ رہو گا۔ میں وہ کام نہیں کروں گا جس سے اسلام آباد میں، پاکستان میں Balochistan's Parliamentarian کی بے عزتی ہو۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) ہمیں اپنی عزت کو ہمیں یہ پروف کرنا ہے کہ ہم عزت دار لوگ ہیں۔ ہماری سر کار ذمہ دار ہے۔ نہیں تو میرے لئے کیا ہے۔ فیض نے کہا:

— سر سے چادر بدن سے قبائلے گئی
زندگی ہم فقیروں سے کیا لے گئی

ہم سے کیا جائیگا۔ فٹ پاتھ سے آئے ہیں فٹ پاتھ پر جائیں گے نا۔ تو میری گزارش ہے کہ یہ گورنمنٹ جو ہم بیٹھے ہوئے ہیں سارے، جہاں تک ہم سے ہو سکے، ہمیں اپنے کردار کو improve کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ کہ میں اسلام آباد میں جب ہم گئے ”کہ جی! آپ لوگ تو سنجیدہ نہیں ہیں“، ہمیں ہر مسئلہ پر سنجیدہ ہونا پڑیگا۔ ہمیں اپنی پارلیمنٹ کو مذاق میں نہیں لینا ہے۔ اگر فرض کریں یہاں میڈیا سارا بیٹھا ہوا ہے۔ یہاں دو آدمی بیٹھے ہوئے نہیں ہیں۔ تو ہم، اسکا مطلب ہے کہ اس پارلیمنٹ کو، جس قوم نے پارلیمنٹ کو سنجیدہ نہیں لیا، وہ قوم کامیاب نہیں ہوتی۔ اسکے ساتھ ساتھ میری گزارش ہے کہ اٹھارویں ترمیم میں جو کچھ ہمیں ملا ہے، ہم سنجیدگی سے اسکو implement کریں۔ کیونکہ بحیثیت ممبر ہمیں اٹھارویں ترمیم، آئمیں بہت کچھ ہے۔ اس وقت اٹھارویں ترمیم کے بعد سے پانچ چیزیں ہیں جو فیڈرل گورنمنٹ کے پاس ہیں۔ ڈیفنیس، کیو نیکیشن، فناں، ٹریڈ اور کرنی۔ اب اگر ہم یہاں سارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں، ہمارے پاس سب سے بڑی غربی ہماری زمینداری ہے۔ بجلی نہیں ہے۔ And we should go for it. خضدار میں لگائیں۔ آپ لوارائی میں لگائیں۔ آپ واٹک میں لگائیں۔ یہ جو ہم فضول چیزوں میں پڑے ہوئے ہیں نا، ہمیں اپنے عوام کو vision دینا ہوگا۔ کہ اب ان چیزوں سے کچھ نہیں ہوگا۔ دوسری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ ہے کہ پہن۔ پھر فیض صاحب کہتے ہیں:

— کہ ہوس کے پُر پیچ راستوں پر

قلم کسی نے گروہی رکھا کسی نے ڈستار بیج ڈالی

خدارا! ہم اپنی ڈستار کا خیال رکھیں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) یہ جو عزت ہے، ہمیں اپنی ڈستار کا خیال رکھنا ہے۔ اور اگر ہم نے corruption کی۔ بس ہے جو کچھ ہو گیا ہے۔ Enough is enough، no more corruptions. وزیر اعلیٰ، میری تمام جتنی discretionary grants ہیں، جنہیں ہم access کرتے ہیں۔ آج کے بعد میں ایک روپیہ ان سے نہیں لوں گا۔ جو secret funds ہیں، میری طرف سے وہ بند ہیں۔ جو بے ایمانی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) I will not take any penny from Secret Funds. It is permanently, بانس نہ بجے بانسری۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)۔ اسکے ساتھ میں اپنی تمام وہ مراعات جو ہمارے ہم کو شکریہ کے پہلے اپنے آپ کو سنبھالیں۔ دوستو! میں آپ تمام دوستوں سے، میرے قائدین بیٹھے ہوئے ہیں، بزرگ، ہمیں اس VIP culture کو چھوڑنا پڑیگا۔ ہاں سیکورٹی کیلئے، ایک الگ بات ہے۔ لیکن ہم، جو ہمارے لئے VIP وہ ہمارا عوام ہونا چاہیے۔ عوام تمام طاقتلوں کا سرچشمہ ہیں۔ ہم عوام کو ضمنی صورتوں پر، اُس غریب کو قبول کریں جو اُس نے ابھی تک زندگی دیکھی ہی نہیں ہے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) جس کے بیٹھے، اسکے نصیب میں تعلیم ہے نہ علاج ہے نہ پینے کا صاف پانی۔ ہمارے ہیر و تو وہ ہیں۔ ہم اگر VIP treatment دیں گے تو اُسکو ہمیں دینا چاہیے۔ بہت ہم نے لیا ہے VIP treatment۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم بحیثیت چیف منٹر جو ضروری security problems بند ہوتی ہیں، تین، چار دنوں سے، مجھے ندامت feel ہو رہی ہے کہ میری وجہ سے یہ ٹریفک کیوں ہے۔ میں اسی روڑ پر کئی دفعہ آتا جاتا تھا۔ تو میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ جو VIP culture ہے، ہمیں اسکو ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں چیزوں کو merit پر دیکھنے کی ضرورت ہے۔ accountability! Mr. Speaker! اللہ تعالیٰ کے نظام میں accountability کے تجھے جنت میں یہ نعمتیں دونگا، تو یہاں کیوں ہم بلوچستان میں accountability transparent, across the boards, there should not be ایک

any Political involvements. Only transparent-way شروع کر لیں۔ اگر میں accountability accountablility And I should face the guilty。 ہم کب تک خوبصورت باتیں گر کوئی اور رہا。 اگر کوئی عوام کی جدوجہد سے جو چارپیے ملے ہیں انکو ہم عوام کی خاطر میں استعمال نہیں کرتے۔ اسیکر صاحب! یہ ہمارے directions ہیں۔ ہماری policy کے ہنی بنیادوں پر بنیں گے جو ہم کہہ رہے ہیں!۔ Mr. Speaker! ہم یہاں کے تمام معززین کے حوالے سے، ہم بلوج چتنان میں قبائلی تضادات کو کم کرنے کی کوشش کریں گے۔ جہاں کہیں tribal-disputes ہیں We try our best کہ ہم نے ایک دوسرے کو بہت مارا ہے۔ بہتر یہ کہ ہم اپنی قبائلی disputes کو کم کریں۔ اور اسکے ساتھ جو کبھی بھی ہماری روایت میں نہیں رہا ہے کہ ہمارے Christians، ہندو، انکو ہم نے اس حد تک مجبور کیا ہے بلوج چتنان میں کہ وہ migration پر جا رہے ہیں۔ میں جانتا ہوں بہت میرے class-fellows تھے، ہم کا لج میں پڑھتے تھے، میڈیکل کالج میں۔ آج یہاں نہیں ہیں۔ انکو یہاں سکون ملتا تھا۔ ہم نے اُنکے سکون کو بر باد کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس گورنمنٹ کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ ان Minorities کو تحفظ دے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) اگر ہم انکو تحفظ دینے میں کامیاب نہیں ہوئے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑی ندامت میرے لئے اور کیا ہو گی کچھ بھی نہیں ہوگا۔ اسکے ساتھ ساتھ ہمیں بہت سی چیزوں کا از سر نو جائزہ لینا پڑیگا۔ ہماری جو خواتین ہیں ان کے حقوق، ان کی برابری کا concept، ہم سمجھتے ہیں کہ جب تک ہم دونوں پر آگے نہیں جائیں گے کوئی بھی society آگے نہیں جائیگی۔ and جو ہماری خواتین M.P.A's بیٹھی ہوئی ہیں میں اُن سے گزارش کرتا ہوں کہ How you can empower the women. Give the suggestions، and we will approve them from the Cabinet and we will implement them. جو بھی آپ لوگوں کی تجاویز ہوں گی، کیونکہ ہمیں صرف اور صرف خوابوں میں نہیں رہنا ہے۔ ایکسویں صدی بڑی ظالم صدی ہے۔ اگر fit ہم fit ہوئے تو ہم Dinosaur کی طرح فنا ہوں گے۔ Fittest will be survived. اگر fit ہوئے تو کبھی کی طرح survive کر جائیں گے۔ تو ہمیں اپنے آپ کو fit کرنے کی جانب جانا ہے۔ ایک بڑی important بات، میں سمجھتا ہوں کہ جتنے ہم دوست بیٹھے ہوئے ہیں، ہمیں دُنیا کی کوئی طاقت اپنی مادری زبانوں میں پڑھنے سے نہیں روک سکتی۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) مجھے صرف اپنی زبان پڑھنے کا، الہذا

تمام مادری زبانوں میں As a Subject ہم اسکوں کا لجز میں عنقریب اُسکو شروع کر لینگے اور میں سمجھتا ہوں It یہ ہماری جدوجہد کا نتیجہ ہے، جسے ہم سالوں سے کر رہے ہیں کہ ہم، ہاں! love any language , but I love my language. ا تو میں سمجھتا ہوں یہ ہم clear-cut message دیتا چاہتے ہیں کہ ہم اپنی مادری زبانوں، جتنی مادری زبانیں یہاں بلوچستان میں بولی جاتی ہیں، ہم ایک زبان کو دوسرے پر زور نہیں دینگے۔ فرض کریں کل کوئی کہتا ہے ”کہ جی! میں بلوچی نہیں پڑھوں گا میں سندھی پڑھوں گا We will welcome them“ کیونکہ سندھی زبان سے بھی ہمیں پیار ہے۔ وہ بھی ایک قومی زبان ہے۔ لوگوں کی زبان ہے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) اسکے علاوہ ہم وفاق سے لڑیں گے۔ For a new social contract, plus ہم سمجھتے ہیں کہ وفاق میں ہماری جو ملازمتیں ہیں، وہ کوئے پورے کرنے ہیں۔ ہمیں میاں نواز شریف صاحب کے پاس جانا ہے ”کہ آپ کو ایک chance ملا ہے۔ آپ بلوچستان کا جو کوئہ ہے، services میں ہو یا Autonomous body میں ہو یا Foreign services میں ہو۔ آپ کی جتنی PIA میں بلوچستان کے genuine نمائندے ہونے چاہیں دو نمبر نہیں جو اسلام آباد میں بیٹھے ہوئے ہیں (ڈیک بجائے گئے) genuine نمائندے یہاں ہونے چاہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ کوئی ہم سب کا Capital ہے۔ کوئی کو سنبھالنا، کوئی کو خوبصورت بنانا، کوئی کو عوام کے لئے وسائل پیدا کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ یہاں میں سمجھتا ہوں کہ کوئی کے حوالے سے ہر ممکن کوشش ہو گی کہ ہم اس کے عوام کو کم از کم پانی دے دیں۔ hospitals بکھرے ہوئے ہیں، انکو ہم re-organize کریں۔ اسکے schools جو بکھرے ہوئے ہیں انکو re-organize کریں۔ اور کسی زمانے میں جب ہم میں آئے کوئی ایک خوبصورت شہر تھا۔ کیا ہم اسکو پھر ایک خوبصورت شہر نہیں بناسکتے؟ 65 آدمی parking problems کے encroachments کے problems ہیں، تو سریاب روڈ پر جو foot-paths ہیں، سارے encroachments ہم لوگ ٹھیک ہو جائیں، تو سریاب روڈ پر جو ہم ہٹاسکتے ہیں۔ بشرطیکہ یہ 65 لوگ ٹھیک ہوں۔ اگر ہم نے کہا ”کہ نہیں! تم اسکو ٹھیک کرو گے میں ہڑتاں کرواؤ نگا“ تو اس سے پھر ہم مشکلات کا شکار ہونگے۔ اپنیکر صاحب! آپکے توسط سے بلوچستان کے عوام کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم میں یہ جرأت ہے، یہ طاقت ہے کہ ہم اپنے ساحل اور وسائل کا تحفظ کریں۔ We will not compromise on our these issues. We will

جناب اپنے صاحب! اس وقت ہم ایک بہت بڑے never compromise on resources. عذاب سے گزر رہے ہیں۔ جیسے آپ دوستوں نے کہا، ہماری جو Force تھی، وہ بھی ایک زمانہ تھا جب ہماری لیویز اسٹریٹی میں organize کہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی ہل جاتا تھا۔ آج لیویز کے پڑے ہم نے بڑھادیئے ہیں۔ سفارشیں کر کر کے، ہم نے سفارشیں کیں، اُس نے چوریاں کرنا شروع کیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم B.C، پولیس اور لیویز کو جدید نمایادوں پر کوشش کریں گے کہ انکو منظم کریں۔ اور بلوجستان کے جو تمام اختیارات ہیں، law and order کے، بجائے ہم روزانہ F.C کو گلا کیں ہم انکو fit کریں تاکہ وہ عوام کا تحفظ کریں۔ یہ ہمارا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔! Mr. Speaker میں سمجھتا ہوں کہ بلوجستان کو ایک coast جاتا ہے strategically کہ اُسکے پاس 70% credit ہیں۔ اور ان coast میں شکار کرنا ہے تو مہینے کا 35 ہزار روپے دے دو۔ تو اس سے They are getting ہیں اُس زمانے میں Millions۔ تو مجھے یقین ہے کہ ہم گوادر میں ٹرالرنگ کو مکمل طور پر ختم کرنے کی کوشش کریں گے۔ نمبر 2، گوادر کی زمینوں کا جو بٹوارہ ہوا ہے۔ ہم اُسکے ایک انجوں کو آپ کے سامنے expose کریں گے۔ (ڈیک بجائے گئے) کہ وہ تو مجھیرا، ڈاکٹر مالک کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ پسندی میں زمین لے لیں۔ جس نے زمین لی ہے پسندی میں اُسکو music face کرنا پڑیگا۔ آخر اس نے کیوں لی ہے؟ اسلئے کہ وہ سرکار کا وزیر تھا۔ وہ لوٹے بلوجستان کو۔ تو میں ایمانداری سے کہتا ہوں میں یقین دلاتا ہوں کہ ہم اُس علاقے کے عوام کی، جو اُنکی یا سرکار کی زمینیں تھیں یا اُس علاقے کی، اُسکی اس طرح بندرا بانٹ ہوئی ہے جناب اپنے صاحب! گوادر میں جس پلاٹ کی، جس ایکڑ کی قیمت، ان لوگوں نے بیچا ہے 3 لاکھ میں۔ know you یہ جو ہمارے وزراء صاحبان تھے، نام لینا مناسب نہیں سمجھتا ہوں، ان لوگوں نے تین تین ہزار روپے میں بیچا ہے۔ تمام گوادر، تمام پسندی، وہ کیا ہوا ہے؟ We know it. ہم یہ ہونے نہیں دیں گے۔ چاہے اُسکی cost میں ہمیں جو کچھ کرنا پڑے۔ تو مجھے آپ تمام دوستوں کے اعتماد کی ضرورت ہے۔ یہ ہماری مشترکہ زمینیں ہیں۔ اُسکے علاوہ جناب اپنے! میں سمجھتا ہوں کہ بلوجستان میں بلوج، پشتون، ہزارہ، سیلہر جس طریقے سے ہم بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمیں ایک ایسا ماحول پیدا کرنا پڑیگا کہ جو ہم بھائیوں کی طرح رہ رہے ہیں۔ مہر اور دوستی کا۔ کیونکہ میں

سمجھتا ہوں کہ ہم اُن، ہمارے اکابرین تھے، خان عبدالصمد خان، میر غوث بخش بزنجو، ایک بھٹو کے ساتھ آ کر نواب اکبر گٹھی، یہ آ کرو ہاں بیٹھتے تھے۔ آج ہمارا فلسفہ تقاضا کر رہا ہے کہ ہم میں جو بھائی چارہ تھا۔ جو عدم تشدد تھا۔ ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا مادہ تھا۔ اور ”جیوا اور جینود“ کا جو فلسفہ تھا، اُسکو ہمیں اپنانا ہو گا۔ ہم نے وہ تمام سازشیں ناکام بنادیں، جو ہمیں ایک دوسرے کو گرانے کی وجہ بن جاتی ہیں۔ میں آخر میں ایک دوچزیریں بتاؤں گا۔

جناب عبید اللہ بابت: ڈاکٹر صاحب! یہ Bureaucrate کے بارے میں بھی کچھ کہہ دو۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بابت صاحب سوتھے بیٹھے ہوئے ہیں bureaucracy کے اوپر۔

قائد ایوان: میں سمجھتا ہوں، بابت لالہ!، ہمارے ساتھ گزشتہ پانچ سال میں جو ہمارے mining-sector میں ہوا ہے! Mr Speaker! وہ تباہ گن ہیں۔ وہاں جو mining میں ہمارے بے انتہا allotments کی گئی ہیں۔ اور mining-sector میں، چونکہ ہمارا ساحل وہ ہیں وسائل یہ ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ وہاں جو mining-mafia ہے اور land-mafia ہے اور local ہم یقیناً ان لوگوں کیلئے اور بلوچستان کے لوگوں کو زیادہ از سر نو ہم جائزہ لے لیں گے۔ اور mining کو ہم یقیناً ان لوگوں کیلئے اور بلوچستان کے لوگوں کو زیادہ importance کا، شاہ صاحب کا، مالک صاحب بیٹھے ہوئے ہیں یہاں، جو ہمارے اپنے وہاں کے، مجاہد بریلوی صاحب کے، احمد اقبال صاحب کے، بلوچستان کے تمام media جو یہاں ہیں، ہم آپ تمام دوستوں کے مشکور ہیں کہ آپ نے ہمیں، اُسکے ساتھ ساتھ میں نیشنل پارٹی کے جو Gulf سے دوست آئے ہوئے ہیں اور تمام ڈسٹرکتوں سے نیشنل پارٹی، پختونخواہی عوامی پارٹی کے جو کارکن بیٹھے ہوئے ہیں، میں تمام آپ دوستوں کا مشکور ہوں کہ آپ نے ہمیں عزت دی۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) آخر میں میں یہی کہوں گا کہ فیض صاحب نے کہا:

اس عشق پر نہ اُس عشق پر نادم ہے مگر دل

ہر داغِ اس دل میں ہے بجزِ داغِ ندامت

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں اس ندامت کے داغ سے بچائے۔ ہمیں اس داغ سے بچائے جو بلوچستان کے عوام کے حقوق کے، یہ نہ ہو کہ لُٹ مار میں شروع ہوا ہیں۔ اُنہی گزارشات کے ساتھ I am thankful to you Speaker, I thankful to all the Parliamentary Groups، all the friends. اور اُنہی گزارشات کے ساتھ ساتھ: آؤ کہ ہم کوئی خواب کوکل کے واسطے

وہ خواب جو مردوار کا ہو، وہ خواب جو دھقان کا ہو۔ وہ خواب جو کچلے ہوئے طبقات کا ہو، شاید ہم قبیلی زندگیوں میں نئی روح دے سکیں۔

Thank you very much.

جناب ڈپٹی اسپیکر: مہربانی۔ ایک تو آج ایسا دن ہے کہ میں نے تالیاں بجائے سے کسی کو نہیں روکا۔ میں نے کہا کہ یہ اپنے جذبات کا اظہار آج کر لیں۔ تھوڑا صبر سے، صبر حوصلہ۔ اللہ۔ بس ٹھیک ہے۔ مہربانی، مہربانی، مہربانی۔ چلیں اچھا! شام کوارکین کے اعزاز میں ہمارے ایک MPA سردار محمد ناصر نے عشاء کا احتمام کیا ہے۔ تو اُس لیے آپ، نوجے کا وقت ہے۔ وہ پلیز نوٹ کریں۔ ہم نے ہی اپنے کو عزت بخشی ہے۔ ابھی میں گورنر کا آرڈر پڑھ کر سننا تا ہوں۔

ORDER

In exercise of the powers conferred on me under Article 109 (b) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973, I , Nawab Zulfiqar Ali Magsi , Governor Balochistan , hereby order that on conclusion of its business , the session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Sunday , the 9th June , 2013 .

sd/

(NawabZulfiqarAliMagsi)

Governor Balochistan

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے متوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 4 جگہ 40 منٹ پر غیر معینہ مدت کے لئے متوی ہو گیا)

ختم شد

